

تاریخ اسلام: انبیاء اور جنگوں کی کہانیاں۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جس نے انسانوں کو اپنے لامحہ و علم اور رحمت میں پیدا کیا اور نبیوں کو بھیجا تاکہ انہیں سیدھی راہ دکھائے۔ درود و سلام تمام نبیوں پر، خاص طور پر آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنہوں نے انسانیت کو اندھیروں سے روشنی میں بدل دیا۔

یہ کتاب اسلامی تاریخ کا ایک مختصر گمراہم مجموعہ ہے جس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی زندگی، ان کی دعوت، جدوجہد اور ان کی قوم کی تقدیر کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے اہم ابواب یعنی غزوات پر خصوصی طور پر بحث کی گئی ہے تاکہ قاری نہ صرف تاریخ جان سکے بلکہ اس سے سیکھ سکے اور اپنی زندگی خود بناسکے۔

تاریخ صرف ماضی ہی نہیں بلکہ مستقبل کی رہنمائی بھی کرتی ہے۔ انبیاء کے کرام کی زندگیاں اللہ کی طرف سے انسانیت کے لئے ہدایت ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غزوہ نہ صرف جنگ کی تاریخ ہے بلکہ صبر، انصاف اور تبرکی ایک انوکھی مثال بھی ہے۔

کوشش کی گئی ہے کہ اس کتاب کو سادہ زبان میں، جامع شکل میں، قابلِ اعتماد ذرائع کی بیانیات پر تیار کیا جائے، تاکہ عام تاریخی بھی آسانی سے فائدہ اٹھاسکے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گوہیں کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور ہمیں حق کو جانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین، یا رب العالمین۔



2- اور میں علیہ السلام کی کہانی	1- آدم علیہ السلام کی کہانی
4- حضرت ہود علیہ السلام اور قوم عاد کی کہانی	3- حضرت نوح علیہ السلام کی کہانی
6- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایمان افروز کہانی	5- حضرت صالح علیہ السلام اور قوم شمود کی کہانی
8- حضرت اسماعیل علیہ السلام	7- حضرت لوط علیہ السلام کی ایمان افروز کہانی
10- حضرت یعقوب علیہ السلام	9- حضرت اسحاق علیہ السلام
12- حضرت شعیب علیہ السلام کی فصیحت اور مدیان کی تباہی	11- حضرت یوسف علیہ السلام کی مجرماتی کہانی
14- حضرت ہارون علیہ السلام کی زندگی اور قربانی	13- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مجرماتی زندگی
16- حضرت یویوب علیہ السلام کی صبر بھری زندگی	15- حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عجیب سفر
18- حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی مکمل درست شدہ کہانی	17- حضرت یوسف علیہ السلام کی مکمل درست شدہ کہانی
20- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سچی اور سبق آموز کہانی	19- حضرت الیاس علیہ السلام کی سچی اور سبق آموز کہانی
22- حضرت سلیمان علیہ السلام کی کہانی	21- حضرت داؤد علیہ السلام کی کہانی
24- حضرت مجیح علیہ السلام کی درست شدہ کہانی	23- حضرت زکریا علیہ السلام کی کہانی
26- غزوہ نپر کی درست شدہ کہانی	25- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کہانی
28- خندق کی جنگ کا قصہ	27- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھرت کا واقعہ
30- صلح حدیبیہ کا قصہ	29- فتح مکہ کا قصہ
32- چیز الوداع کا قصہ	31- غزوہ خیبر کا قصہ
34- حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کا قصہ	33- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا قصہ
36- عثمان غنیؓ،	35- حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کا قصہ
38- حضرت حسن بن علیؓ کی خلافت اور صلح	37- حضرت علیؓ مرتفعؓ کی خلافت اور شہادت

40- معاویہ بن ابی سفیان اور اموی خلافت کا آغاز	39- واقعہ کربلا: سچائی کی عظیم قربانی
42- حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی مکہ میں خلافت اور شہادت	41- یزید بن معاویہ اور ان کے زمانے کا قصہ
44- حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ: انصاف کی روشنی	43- عبد الملک بن مروان اور اموی خلافت کی بحالی
46- ابو الحجاج صفاج: عباسی خلافت کے پہلے غلیفہ کا قصہ	45- اموی خلافت کا زوال اور عباسی خلافت کا آغاز
48- ہارون الرشید اور عباسی خلافت کے عروج کی کہانی	47- ابو جعفر المنصور: عباسی خلافت کی بنیاد کا قصہ
50- امام مالکؓ اور مالکی فقہ کا قصہ	49- امام ابو حنیفہؓ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور فقہ حنفی کا قصہ
52- امام احمد بن حنبلؓ اور حنبلی فقہ کا قصہ	51- امام شافعیؓ اور شافعی فقہ کا قصہ
54- بغداد کی تباہی: ہلاکو خان کے حملہ کی کہانی	53- اموں الرشید اور عباسی خلافت میں علم کے عروج کا قصہ
	55- مملوک سلطنت کے عروج اور صلاح الدین ایوبی کی فتحات کی کہانی

(1)

آدم علیہ السلام کی کہانی

کئی سال پہلے، جب زمین ایک خالی جگہ تھی، جس میں نہ کوئی انسان تھا، نہ جانور، بیہاں تک کہ درخت بھی نہیں تھے، اللہ تعالیٰ نے ایک انسان پیدا کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے زمین کی مٹی جمع کی، اسے پانی سے گوندھا، اور اس میں اپنی روح پھونکی۔ یہ آدم علیہ السلام تھے۔ زمین پر پہلے انسان۔ جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے ارد گرد ایک عجیب روشنی دیکھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں داخل کیا۔

جنت ایک ایسی جگہ تھی جہاں سب کچھ ایک خواب کی طرح تھا۔ پھولوں کے باغ میں رنگ برلنگی تبلیاں اڑ رہی تھیں۔ چشمے کا پانی چک رہا تھا اور اس کی آواز کسی میٹھے گیت کی طرح تھی۔ درختوں کی شاخوں پر میٹھے پھل لٹکے ہوئے تھے۔ آم، انگور اور وہ پھل جن کے نام کوئی نہیں جانتا تھا۔ آدم علیہ السلام ایک مسکراہٹ کے ساتھ جنت میں گھومتے رہے۔ انہوں نے پرندوں کی آوازیں سنیں، پھولوں کو سو نگاہ اور اللہ کا شکردا اکیا۔ لیکن کبھی ان کا دل خالی سامسحوس ہوتا تھا۔ انہوں نے سوچا، "میں اتنی خوبصورت جگہ پر اکیلا کیوں ہوں؟"

اللہ تعالیٰ آدم کے دل کی کیفیت کو جانتا تھا۔ اس نے آدم کی پہلی سے حوانام کی ایک عورت پیدا کی۔ حوا آدم کی ساتھی اور دوست تھیں۔ جب آدم نے حوا کو دیکھا تو ان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ وہ دونوں جنت میں ایک ساتھ گھومتے پھرتے، پھل کھاتے اور اللہ کی یاد میں مشغول رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: "تم جنت میں جو چاہو کرو، صرف ایک درخت کا

پھل نہ کھان۔ یہ درخت تمہارے لیے منوع ہے۔ "آدم اور حوانے سر ہلا کر کہا" : ہم اللہ کی اطاعت کریں گے۔"

لیکن جنت میں ایک اور مخلوق بھی تھی — شیطان۔ وہ پہلے فرشتوں کے ساتھ تھا، لیکن اصل میں جن تھا۔ اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور آدم سے حسد کرنے لگا۔ ایک دن وہ آدم اور حوا کے پاس آیا۔ اس نے سر گوشی میں کہا" : اس منوع درخت سے کھاؤ! اگر تم اسے کھاؤ گے تو ہمیشہ جنت میں رہو گے اور تمہیں کوئی غم نہیں ہو گا۔ "شیطان نے بار بار ان کے دلوں میں وسو سے ڈالے۔ اس نے کہا" : اللہ تمہیں اچھی چیزوں سے روک رہا ہے۔ یہ پھل کھاؤ اور دیکھو کہ یہ کتنا مزے دار ہے!"

آدم اور حوانے درخت کی طرف دیکھا۔ اس پر پھل بہت خوبصورت تھے۔ سرخ، پیلے، چمکدار۔ انہوں نے سوچا، "اگر تھوڑا سا کھالیں تو کیا ہو گا؟" لیکن جیسے ہی انہوں نے پھل کھایا، ان کے دل بو جھل ہو گئے۔ انہیں فوراً احساس ہوا کہ انہوں نے غلطی کی ہے۔ انہوں نے اللہ کو پکارا" : اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ شیطان نے ہمیں دھوکہ دیا۔ ہمیں معاف کر دیجیے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا" : تم جنت چھوڑ کر زمین پر چلے جاؤ۔ وہاں تمہیں آزمائشیں آئیں گی، لیکن میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ "آدم اور حوارو نے لگے۔ وہ زمین پر آئے۔ یہ دنیا جنت جیسی نہیں تھی۔ یہاں گرمی، سردی اور مشقت تھی۔ لیکن انہوں نے اللہ کی طرف رجوع کیا۔ انہوں نے کہا" : اے ہمارے رب! ہم نے غلطی کی، ہمیں معاف کر دیجیے۔ "اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور فرمایا" : اگر تم میری اطاعت کرو گے تو میں تمہیں دوبارہ جنت میں لے جاؤں گا۔"

یہ کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ شیطان کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے۔ اگر ہم سے کوئی غلطی ہو جائے تو فوراً آتوبہ کرنی چاہیے، کیونکہ اللہ بخششے والا ہے۔ آدم اور حوا میں پر انسانیت کے والدین بننے۔ ہم سب ان کی اولاد ہیں۔

اشارہ برائے حوالہ جات:

- قرآن کریم : سورہ البقرہ (30:2-39)، سورہ الاعراف (11:7-25)، سورہ ط (123:1-11)
 - حدیث : صحیح بخاری، حدیث نمبر 3326؛ صحیح مسلم، حدیث نمبر 2747
 - سیرت : ابن کثیر، قصص الانبیاء، ص 15-10
-

آسان سوالات برائے بچے

1. اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو کس چیز سے بنایا؟
 2. آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کہاں رکھا؟
 3. آدم علیہ السلام کی ساتھی کا کیا نام تھا؟
 4. اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا کو کس درخت کا پھل نہ کھانے کا حکم دیا؟
 5. شیطان نے آدم اور حوا کو کیا کہا؟
 6. آدم اور حوانے غلطی کے بعد اللہ سے کیا مانگا؟
-

(2)

اور میں علیہ السلام کی کہانی

کئی سال پہلے، جب لوگ زمین پر ایک نئی زندگی کا آغاز کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے ایک خاص نبی بھیجا۔ ان کا نام اور میں علیہ السلام تھا۔ وہ اتنے عالمگرد تھے کہ لوگ ان کی بات سن کر حیران رہ جاتے۔ ان کی آنکھوں میں گہری روشنی تھی اور ان کی باتوں میں سچائی تھی۔ اور میں علیہ السلام ایک بستی میں رہتے تھے، جہاں لوگ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ وہ ان سے کہا کرتے :

"اللہ کا راستہ سیدھا راستہ ہے۔ اس کی اطاعت کرو، اور تم خوش ہو جاؤ گے۔"

اور میں علیہ السلام کی بستی ہرے بھرے کھیتوں اور پہاڑوں کی گود میں تھی۔ مٹی کے چھوٹے چھوٹے گھر تھے، اور لوگ مویشی پالتے تھے۔ لیکن ان میں سے بہت سے لوگ اللہ کو بھول گئے تھے۔ وہ اپنی طاقت اور دولت پر فخر کرتے تھے۔ اور میں علیہ السلام ان کے پاس جاتے اور بازار میں کھڑے ہو کر کہتے۔ "اے میری قوم! تم اللہ کو کیوں بھول جاتے ہو؟ اس نے تمہیں سب کچھ دیا۔ یہ سبز کھیت، یہ فصل، یہ زندگی!" کچھ لوگوں نے ان کی بات سنی، لیکن بہت سے لوگ ہنس پڑے۔ وہ کہتے۔ "اور میں، تم صرف کہانیاں سناتے ہو۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔"

لیکن اور میں علیہ السلام نے ہمت نہیں ہاری۔ وہ بہت صبر کرنے والے تھے۔ وہ دن بہ دن لوگوں کو سمجھاتے رہے۔ ان کے ہاتھ میں ہمیشہ ایک قلم اور کچھ صفحات ہوتے۔ روایت ہے کہ وہ قلم سے لکھنے والے دنیا کے پہلے شخص تھے۔ وہ اللہ کے بارے میں لکھتے تاکہ لوگ پڑھ سکیں اور سیکھ سکیں۔ ان کی تحریروں کو دیکھ کر بستی کے بچے حیران رہ جاتے اور کہتے۔ "چچا اور میں،

یہ نشانیاں کیا کہتی ہیں؟ "وہ کہتے": انہیں پڑھو، اور تمہیں پڑھے چل جائے گا کہ ایک اچھا انسان کیسے بنتا ہے۔"

اور یہ علیہ السلام نہ صرف عقائد تھے بلکہ بہت مند بھی تھے۔ وہ کپڑے سیتے تھے۔ ان کی سلامیٰ اتنی خوبصورت تھی کہ لوگ ان کی قصیض کو دیکھ کر کہتے۔ یہ توجیسے کسی فرشتے کے ہاتھ کی کاریگری ہے "!" وہ کہتے: "یہ اللہ نے مجھے دیا ہے، اور میں تمہیں بھی سکھاؤں گا۔" بہت سے لوگ ان کے کام سے متاثر ہوئے۔ وہ اور یہ علیہ السلام کے پاس آتے اور کہتے: "ہم بھی اللہ کے بارے میں سننا چاہتے ہیں۔"

ایک دن اور یہ علیہ السلام بستی کے باہر ایک پہاڑی پر بیٹھے اللہ سے بتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا: "اے میرے رب! میں لوگوں کو تیرے بارے میں بتا رہوں، لیکن بہت سے لوگ نہیں سن رہے۔ مجھے مزید طاقت عطا فرم۔" اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سنی۔ اس نے فرمایا: "تم میرے خاص بندے ہو۔ میں تمہیں بلند مقام عطا کروں گا۔"

اس رات آسمان پر ایک روشن روشنی تھی۔ فرشتے آئے اور اور یہ علیہ السلام کو آسمان پر بلند مقام پر لے گئے۔ بستی کے لوگوں نے صحیح دیکھا کہ اور یہ اب موجود نہیں تھے۔ وہ رونے لگے اور کہنے لگے "؛ اور یہیں ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔" لیکن جن لوگوں نے ان کی بات مانی تھی، انہوں نے کہا: "نہیں، اور یہ اللہ کے پاس گئے ہیں۔ وہاب بھی ہمارے لیے دعا کر رہے ہیں۔"

قرآن کہتا ہے: "وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَالِيًّا" — اور ہم نے انہیں بلند مقام پر اٹھا لیا۔ بعض روایات کے مطابق اور یہ علیہ السلام آسمان پر ہی وفات پا گئے، اور بعض کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں اور اللہ کے ہاں ایک خاص مقام پر ہیں۔

یہ کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ علم سیکھنا ہے، سچ بولنا ہے، اور اللہ کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ اور یس علیہ السلام کا قلم اور ان کی سلالی ہوتی تیضیں ہمیں یادداشتی ہے کہ ہمارا کام بھی لوگوں کو اللہ کی راہ کی طرف بلسانکشتا ہے۔

اشارہ برائے حوالہ جات:

- قرآن کریم: سورہ مریم (19:56–57)، سورہ الانبیاء (21:85–86)
- حدیث: صحیح مسلم، حدیث نمبر 2524 (معراج میں اور یس علیہ السلام سے ملاقات)
- سیرت ابن کثیر، قصص الانبیاء، ص 30–35

اور یس علیہ السلام کی کہانی سے آسان سوالات

1. اور یس علیہ السلام کیا سکھاتے تھے؟
2. اور یس علیہ السلام کے ہاتھ میں ہمیشہ کیا ہوتا تھا؟
3. اور یس علیہ السلام کس چیز کو بہت خوبصورتی سے سیتے تھے؟
4. اور یس علیہ السلام کہاں پیٹھ کر اللہ سے دعا کرتے تھے؟
5. اللہ تعالیٰ نے اور یس علیہ السلام کو کیا انعام دیا؟
6. قرآن میں اور یس علیہ السلام کے بارے میں کیا فرمایا گیا؟

(3)

حضرت نوح علیہ السلام کی کہانی

کئی سال پہلے، زمین پر لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہوا۔ لیکن ان میں سے بہت سے لوگ اللہ کو بھول گئے۔ انہوں نے پتھر کی مورتیاں بنائیں اور ان کی پوجا کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہمارے معبد ہیں۔ وہ دن رات گناہ کرتے، چوری کرتے، جھوٹ بولتے اور آپس میں جھگڑتے۔ تب اللہ تعالیٰ نے نوح نامی ایک نبی کو بھیجا۔ نوح علیہ السلام لمبے اور مضبوط تھے، اور ان کے چہرے پر پر سکون مسکرا ہے ہوتی۔ ان کے الفاظ میں ایسی طاقت تھی کہ لوگ انہیں غور سے سنتے۔

نوح علیہ السلام اپنی قوم کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہا: "اے میری قوم! ہم کی پوجا کرنا چھوڑ دو۔ صرف اللہ کی عبادت کرو، وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔" لیکن لوگ بنس پڑے۔ انہوں نے کہا: "نوح، تم پاگل ہو گئے ہو! ہمارے آباء و اجداد ان ہم کی پوجا کیا کرتے تھے، اور ہم بھی یہی کریں گے۔" پچھے لوگوں نے ان کی بات سنی، لیکن زیادہ تر نے ان کا مذاق اڑایا۔ وہ کہتے: "تم نبی نہیں ہو، تم بھی ہماری طرح انسان ہو۔"

نوح علیہ السلام دن رات، سالوں تک لوگوں کو سمجھاتے رہے۔ وہ بازاروں میں، کھیتوں میں، یہاں تک کہ لوگوں کے گھروں میں بھی جاتے اور کہتے: "اللہ کے پاس واپس آؤ، ورنہ بہت بڑا خطرہ آئے گا۔" سال گزرتے گئے۔ قرآن کے مطابق، نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو 950 سال تک اللہ کی طرف بلا یا۔ لیکن زیادہ تر لوگوں نے ان کی بات نہ مانی۔ انہوں نے انہیں جھٹلایا، اذیتیں دیں، اور ان کا مذاق اڑایا۔

نوح علیہ السلام روتے اور اللہ سے دعا کرتے " : اے میرے رب ! میری قوم کو ہدایت دے۔ " لیکن لوگ بدتر ہوتے گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا " : اے نوح ! اب کوئی تیری بات نہیں سنے گا۔ اب تم ایک کشتی بناؤ۔ "

نوح علیہ السلام حیران ہوئے۔ انہوں نے کہا " : اے اللہ ! کشتی ؟ یہاں تو کوئی سمندر نہیں ！ " اللہ نے فرمایا " : میں تمہیں راستہ دکھاؤں گا۔ " پھر نوح علیہ السلام نے کام شروع کیا۔ وہ بستی کے باہر ایک بڑے میدان میں گئے۔ انہوں نے درختوں کو کاشنا، لکڑیاں جمع کیں، اور ایک بہت بڑی کشتی بنانا شروع کی۔ کشتی اتنی بڑی تھی کہ پہاڑ کی طرح لگتی تھی۔ اس میں کئی کمرے اور جگہیں تھیں۔ نوح علیہ السلام دن رات کام کرتے۔ ان کے ہاتھ میں ہٹھوڑا اور آرا ہوتا، اور ان کی پیشانی سے پسینہ ٹپکتا۔

قام کے لوگ کشتی پر ہنسنے۔ وہ کہتے " : نوح، تم واقعی پاگل ہو گئے ہو ! یہاں کوئی سمندر نہیں، تم اس کشتی کا کیا کرو گے ؟ " کچھ بچے آتے، پھر پھیکتے اور کہتے " : چچا نوح، آپ کشتی میں کہاں جائیں گے ؟ " نوح علیہ السلام کہتے " : اب بھی وقت ہے، توبہ کرو۔ " لیکن وہ ہنسنے ہوئے چلے جاتے۔

آخر وہ دن آگیا۔ آسمان کالا ہو گیا۔ بادل گرجنے لگے۔ زمین سے پانی نکلنے کا اور آسمان سے بارش بر سنبھلے۔ یہ ایک عظیم طوفان تھا ! نوح علیہ السلام نے جلدی سے اپنے خاندان کو کشتی میں سوار کیا۔ اللہ کے حکم سے انہوں نے ہر جاندار کا ایک جوڑا کشتی میں رکھا۔ گائے، بکریاں، ہرن، پرندے، یہاں تک کہ سانپ اور چیونٹیاں۔ کشتی کا دروازہ بند ہو گیا۔ پانی بڑھنے لگا۔ بستی، کھیت، پہاڑ۔ سب کچھ پانی میں ڈوب گیا۔ جن لوگوں نے نوح علیہ السلام کی بات نہ مانی تھی، وہ پانی میں بہہ گئے۔ وہ چیخ کر کہتے " : نوح، ہمیں بچاؤ ！ لیکن نوح علیہ السلام نے کہا " : اب صرف اللہ ہی بچا سکتا ہے۔ "

کشتی پانی پر تیر رہی تھی۔ پانی اتنا او نچا تھا کہ زمین پر ہر چیز ڈوب گئی تھی۔ نوح علیہ السلام اور ان کا خاندان کشتی میں اللہ کا شکر ادا کرتے رہے۔ بہت دیر بعد اللہ نے بارش روک دی۔ پانی کم ہونے لگا۔ کشتی جو دی پہاڑ پر جا کر ٹھہر گئی۔

نوح علیہ السلام نے زمین کی طرف دیکھا۔ سب کچھ صاف ہو چکا تھا۔ اللہ نے فرمایا: "اے نوح! اب نئی زندگی شروع کرو۔ مجھے یاد رکھو۔" نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی کشتی سے اترے اور زمین پر نئی زندگی کا آغاز کیا۔

نوح علیہ السلام کا قصہ ہمیں اللہ کی اطاعت، صبر، اور گناہ سے دور رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ان کی کشتی ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اللہ اپنے نیک بندوں کو کبھی نہیں بھوتا۔

اشارہ برائے حوالہ جات:

- قرآن کریم: سورہ ہود (49-25:11)
- قرآن کریم: سورہ نوح (28:1-1:71)
- حدیث: صحیح بخاری، حدیث نمبر 3342
- حدیث: صحیح مسلم، حدیث نمبر 2778
- سیرت: ابن کثیر، تقصیل الانبیاء، ص 50-65

حضرت نوح علیہ السلام کی کہانی سے آسان سوالات

1. حضرت نوح علیہ السلام نے لوگوں کو کس چیز کی عبادت سے منع کیا؟
2. نوح علیہ السلام نے کتنے سال اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا؟
3. اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کیا بنانے کا حکم دیا؟

4. نوح علیہ السلام نے کشتی میں کن چیزوں کو سوار کیا؟
 5. کشتی آخر میں کہاں جا کر ٹھہری؟
 6. نوح علیہ السلام نے کشتی میں بیٹھ کر کیا کیا؟
-



(4)

حضرت ہود علیہ السلام اور قوم عاد کی کہانی

کئی سال پہلے، دنیا میں ایک قوم رہتی تھی جس کا نام عاد تھا۔ یہ قوم بہت طاقتور تھی۔ انہوں نے پیاروں کی طرح اونچے محلات تعمیر کیے جو آسمان کو چھوٹے نظر آتے تھے۔ ان کے شہر میں پھر کے بڑے بڑے ستون تھے، جیسے زمین کے چہرے پر مضبوطی سے کھڑے ہوں۔ انہیں اپنی طاقت اور دولت پر فخر تھا۔ وہ کہا کرتے تھے: "ہم اتنے طاقتور ہیں کہ ہمیں کوئی شکست نہیں دے سکتا"! لیکن وہ اللہ کو بھول گئے۔ انہوں نے پھر کی مورتیاں بنائیں اور ان کی پوچھا کرتے ہوئے کہا: "یہ بت ہماری حفاظت کریں گے۔"

حضرت ہود علیہ السلام لمبے، پر سکون اور سنجیدہ تھے۔ ان کی آنکھوں میں سچائی کی روشنی تھی اور ان کے الفاظ میں ایسی طاقت تھی کہ لوگ ان کی طرف متوجہ ہوتے۔ وہ قوم عاد کے وسط میں ایک بڑے میدان میں کھڑے ہوئے۔ لوگ ان کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ حضرت ہود نے بلند آواز میں کہا: "اے میری قوم! یقتوں کی پوچھوڑو! صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اسی نے تمہیں یہ طاقت، یہ حکل، یہ زندگی دی ہے۔ اس کے پاس واپس آؤ، وہ تمہیں مزید عطا کرے گا۔"

لیکن قوم عاد کے سردار مسکرا دیے۔ ان میں سے ایک امیر شخص نے کہا: "ہود، تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیا تمہیں ہمارے محلات اور ستون نظر نہیں آتے؟ ہم اپنی تقدیر خود بناتے ہیں۔ ہمیں کسی خدا کی ضرورت نہیں!"

لیکن حضرت ہود علیہ السلام نے ہمت نہیں ہاری۔ وہ بہت صبر کرنے والے تھے۔ وہ بازاروں میں گئے، جہاں لوگ پھل اور کپڑے بیچتے تھے۔ وہ سڑک پر کھڑے ہو کر کہتے "اے میری قوم! تم گمراہ ہو رہے ہو۔ یہ مجھے تمہیں کچھ نہیں دے سکتے۔ اللہ سے توبہ کرو، وہ معاف کرنے والا ہے۔"

کچھ غریب لوگ اور سچے ان کی بات سننے۔ وہ حضرت ہود کے پاس آتے اور کہتے "چچا ہو، ہم آپ پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہمیں راستہ دکھائیں۔" لیکن قوم کے امیر اور سردار ناراض ہو گئے۔ انہوں نے کہا "ہود، تم ہماری قوم کو گمراہ کر رہے ہو۔ خاموش ہو جاؤ، ورنہ ہم تمہیں شہر سے نکال دیں گے!"

حضرت ہود علیہ السلام کو کوئی خوف نہ تھا۔ انہوں نے کہا "میں تم سے کچھ نہیں چاہتا۔ میں صرف اللہ کا بیغام پہنچا رہا ہوں۔ تم مجھے جتنا چاہو ڈرالو، میں رکنے والا نہیں۔" قوم عاد مزید ضدی ہو گئی۔ ان کے محلات میں بڑی بڑی پارٹیاں ہوتی تھیں۔ وہ موسیقی بجاتے، کھاتے پیتے اور حضرت ہود کی باول پر ہنتے۔ ان کے سردار کہتے "ہود صرف ڈرا وادیتا ہے۔ ہمیں کچھ نہیں ہو گا۔ ہمارے محلات ہمیں بچالیں گے!"

لیکن ایک دن سب کچھ بدل گیا۔ آسمان پر بادل کم ہونے لگے۔ بارش رک گئی۔ ہرے بھرے کھیت سوکھ گئے، اور ندیوں کا پانی کم ہو گیا۔ لوگ حیران رہ گئے۔ کچھ نے کہا "کیا ہو رہا ہے؟" حضرت ہونے کہا "اب بھی وقت ہے، توبہ کرلو!" لیکن وہ مسکرا دیے۔ انہوں نے کہا "خشک سالی؟ ہمارے محلات ہماری حفاظت کریں گے!"

قطع شدت اختیار کر گیا۔ فصلیں مر گئیں۔ لوگ بھوک کاشکار ہو گئے۔ لیکن انہوں نے حضرت ہود کی بات نہ مانی۔

پھر ایک خوفناک دن آیا۔ دور آسمان پر ایک سیاہ بادل نمودار ہوا۔ لوگ خوش ہوئے۔ انہوں نے کہا: "بารش ہو رہی ہے! ہم نجگئے!" لیکن حضرت ہود کا چہرہ سنگین ہو گیا۔ انہوں نے کہا: "یہ بارش نہیں، یہ اللہ کا عذاب ہے۔"

جیسے ہی بادل قریب آئے، ایک خوفناک آندھی شروع ہوئی۔ یہ کوئی عام طوفان نہیں تھا، یہ اللہ کا غضب تھا۔ آندھی اتنی شدید تھی کہ محلات کی دیواریں لرزائیں۔ پھر کے ستون گرنے لگے۔ لوگ چیخ کر بھاگے، لیکن کہیں پناہ نہ ملی۔

یہ آندھی سات راتیں اور آٹھ دن تک جاری رہی۔ اللہ کا قبر تھا۔ محلات مٹی میں بدل گئے۔ شہر ریت کے نیچے دب گیا۔ وہ سب جنہوں نے حضرت ہود کی بات نہ مانی، تباہ ہو گئے۔ ان کی چیزیں ہوا میں گم ہو گئیں۔ صرف حضرت ہود اور ان کے ایمان والے ساتھی نجگئے۔ اللہ نے انہیں

ایک محفوظ جگہ پر لے گیا۔

جب طوفان تھا، حضرت ہونے ملے کو دیکھا۔ وہ رونے لگے، لیکن ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اللہ کی بات نہ مانی۔

حضرت ہود کی کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ غرور اور ضد تباہی لاتے ہیں۔ اللہ کی اطاعت ہی نجات کا راستہ ہے۔ قوم عاد کے محلات اور ستون آج ریت کے نیچے دفن ہیں۔ یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اللہ کی طاقت کے سامنے کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔

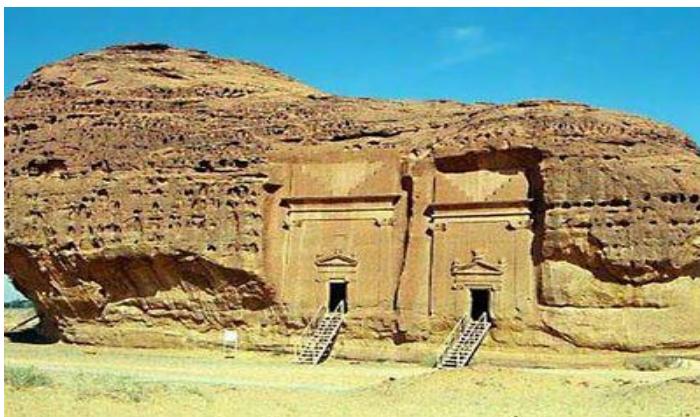
اشارہ برائے حوالہ جات:

- قرآن کریم: سورہ ہود (60-60:50)
- سورہ اعراف (7:65-72)
- سورہ الحجۃ (8:6-69)

- حدیث: صحیح مسلم، حدیث نمبر 2876
 - سیرت ابن کثیر، تقصیل الانبیاء، ص 75-80
-

 حضرت ہود علیہ السلام کی کہانی سے آسان سوالات

1. قوم عاد کس چیز پر فخر کرتی تھی؟
2. حضرت ہود علیہ السلام نے لوگوں کو کس چیز کی عبادت سے منع کیا؟
3. کون لوگ حضرت ہود کی بات سنتے تھے؟
4. قوم عاد نے حضرت ہود کو کیا حکم دی؟
5. اللہ نے قوم عاد کو کس چیز سے عذاب دیا؟
6. طوفان کے بعد کون نجی گئے؟



(5)

حضرت صالح علیہ السلام اور قوم شمود کی کہانی

کئی سال پہلے زمین پر "شمود" کے نام سے ایک قوم آباد تھی۔ یہ قوم بہت ہنرمند تھی۔ انہوں نے پہاڑوں کو چاقوؤں سے تراش کر قلعہ نما گھر بنایا تھے۔ ان کا شہر پتھروں کا ایک عجیب و غریب منظر پیش کرتا تھا۔ ہر کمرے کے دروازوں پر نقش و نگار تھے اور دیواروں پر چمکدار پتھر جڑے ہوئے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے کسی ماہر فنکار نے دن رات محنت سے انہیں تراشا ہو۔ وہ اپنے ہاتھوں کے کام اور طاقت پر فخر کرتے تھے۔ کہتے تھے: "ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں، ہمیں کوئی نہیں روک سکتا"! لیکن وہ اللہ کو بھول گئے۔ انہوں نے پتھر کی مورتیاں بنائیں اور ان کی پوجا کرتے ہوئے کہا: "یہ بت ہمیں طاقت دیتے ہیں۔"

حضرت صالح علیہ السلام نہایت پر سکون اور دلکش شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے چہرے پر پھولوں کی پتیوں جیسی نرم مسکراہٹ تھی، لیکن ان کی باتوں میں سچائی کی روشنی تھی۔ ان کی آنکھوں میں ایسی نورانیت تھی کہ لوگ انہیں دیکھتے رہ جاتے۔ وہ قوم شمود کے درمیان ایک بڑے پتھر کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہوئے۔ لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے۔ امیر، غریب، بچے، سب۔

حضرت صالح علیہ السلام نے بلند آواز میں فرمایا:

"اے میری قوم! ان بتوں کی عبادت چھوڑ دو۔ صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اسی نے تمہیں یہ پہاڑ، یہ طاقت، یہ زندگی دی ہے۔ اسی کی طرف لوٹو، وہ معاف کرنے والا ہے۔"

لیکن شمود کے سردار مسکرا دیے۔ ان میں سے ایک عظیم سردار جس کا نام جنبد تھا، بولا:

"صالح! تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیا تم ہمارے پتھر کے گھر اور طاقت کو نہیں دیکھتے؟ ہم اپنی تقدیر خود بناتے ہیں۔ ہمیں خدا کی ضرورت نہیں!"

حضرت صالح علیہ السلام بایوس نہ ہوئے۔ وہ بہت صابر تھے۔ وہ بازاروں میں گئے، جہاں لوگ گندم، پھل اور کپڑا بیچتے تھے۔ وہ پہاڑی راستوں پر چلتے، جہاں سورج کی روشنی میں گھرچمک رہے تھے۔ وہ توں کے مندر میں بھی گئے اور فرمایا:

"اے میری قوم! یہ بت تمہیں کچھ نہیں دے سکتے۔ اللہ سے توبہ کرو۔ اگر میں نے اس کی اطاعت نہ کی تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔"

کچھ غریب لوگ اور پچھے ان کی باتوں پر ایمان لائے۔ وہ حضرت صالح علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے:

"چچا صالح! ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ ہمیں راستہ دکھائیں۔"

لیکن سردار غصے میں آگئے۔ انہوں نے کہا:

"اے صالح! تو ہماری قوم کو گراہ کر رہا ہے! خاموش ہو جا، ورنہ ہم تجھے شہر سے نکال دیں گے!"

پھر سرداروں نے حضرت صالح علیہ السلام کو بلایا اور کہا:

"اگر تم واقعی نبی ہو تو ہمیں کوئی نشانی دکھاؤ۔ ہم تم پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک تم کوئی مجرمہ نہ دکھاؤ۔"

حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی:

"اے اللہ! میری قوم کو اپنی راہ دکھا۔"

اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ اچانک ایک بڑی چٹان پھٹ گئی، اور اس میں سے ایک عظیم اوٹنی نکلی۔ یہ کوئی عام اوٹنی نہیں تھی۔ یہ اللہ کا مجزہ تھی۔ اس کا رنگ سنہری تھا، اور اس کی آنکھوں میں سکون تھا۔ اس کے تھنوں سے دودھ لکھتا تھا جو پورے شہر کے لیے کافی تھا۔ لوگ حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ بچوں نے خوشی سے چیخ کر کہا:

"دیکھو! یہ کتنی خوبصورت اوٹنی ہے!"

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا:

"یہ اوٹنی اللہ کی نشانی ہے۔ اسے اپنے کنوں کا پانی مینے دو۔ اسے میدان میں آزاد گھومنے دو۔ اسے کوئی تکلیف نہ دینا۔ اگر تم نے اسے نقصان پہنچایا تو اللہ کا عذاب آئے گا۔"

غریب لوگ اور عام شہری اوٹنی کا دودھ پیتے تھے۔ وہ کہنے لگے:

"یہ واقعی اللہ کی طرف سے ایک مجزہ ہے!"

اور وہ حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔

لیکن سرداروں نے کہا:

"یہ اوٹنی ہمارا پانی ضائع کر رہی ہے۔ یہ ہمارے شہر کے ارد گرد کیوں گھومتی ہے؟"

ان کے غرور نے ان کے دلوں کو پتھر کی طرح سخت کر دیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے بار بار

تنبیہ کی:

"اس اوٹنی کی حفاظت کرو۔ اگر تم نے اسے نقصان پہنچایا تو تم تباہ ہو جاؤ گے۔"

لیکن سرداروں نے ایک خوفناک منصوبہ بنایا۔ انہوں نے شہر کے نوبد ترین بد معاشوں کو بلا یا

اور کہا:

"اس اوٹنی کو قتل کر دو۔ پھر صالح کی دعوت ختم ہو جائے گی۔"

ایک رات، جب چاند کی روشنی مدد حمّ تھی، وہ چھپ کر اوٹنی کے پاس پہنچ۔ انہوں نے اپنی تلواریں نکالیں اور اوٹنی پر حملہ کر دیا۔ اوٹنی نے درد سے چینے ماری اور زمین پر گر گئی۔ اس کا خون زمین پر بہنے لگا۔ شہر کے لوگوں نے خوشی سے تالیاں بجا کیں اور کہا:

"اب صالح کا مجرم ختم ہو گیا! ہم جیت گئے!"

اگلی صبح حضرت صالح علیہ السلام شہر میں آئے۔ انہوں نے اوٹنی کی لاش دیکھی۔ ان کا چہرہ سنبھیڈہ ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا:

"تم نے اللہ کی نشانی کو قتل کر دیا ہے۔ اب تمین دن میں تم پر عذاب آئے گا۔"

لوگ ہنسنے لگے:

"تمین دن؟ ہمارا پتھر کا گھر ہمیں بچائے گا!"

لیکن ان کے دلوں میں ایک انجناخوف پیدا ہو گیا۔
پہلے دن آسمان زرد ہو گیا۔

دوسرے دن آسمان سرخ ہو گیا۔

تیسرا دن آسمان تاریک ہو گیا۔

لوگ خوف سے کانپنے لگے:

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

تیسرا دن کی صبح ایک خوفناک آواز سنائی دی۔ جیسے ہزاروں بجلیاں ایک ساتھ گری ہوں۔ یہ اللہ کا عذاب تھا۔ آوازاً تی شدید تھی کہ پتھر کے گھر دھول میں بدلتے۔ پہلاً لرز نے لگے۔ شہر کے لوگ چینٹنے لگے، لیکن کوئی زندہ نہ بچا۔ ان کا غرور اور ان کے پتھر کے گھر ایک لمحے میں تباہ ہو گئے۔

صرف حضرت صالح عليه السلام اور وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے تھے، بچ گئے۔ اللہ نے انہیں ایک محفوظ جگہ پر منتقل کر دیا۔

جب سب کچھ ختم ہو گیا، حضرت صالح عليه السلام نے بلے کو دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ انہوں نے فرمایا:

"اے میری قوم! تم نے اللہ کی بات نہیں مانی۔ یہ تمہارا نجام ہے۔"

سبق

حضرت صالح عليه السلام کی کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ اللہ کی نشانیوں کا انکارتباہی لاتا ہے۔ غرور انسان کو انہا کر دیتا ہے۔ قوم شمود کا پتھر کا شہر آج خالی ہے۔ ایک خاموش گواہی کہ اللہ کی طاقت کے سامنے کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔

حالہ جات:

• قرآن کریم:

- سورہ عراف (7:73–79)

- سورہ ہود (11:61–68)

- سورہ لشمس (91:11–15)

• سیرت:

- ابن کثیر، قصص الانبیاء، صفحات 90–95

حضرت صالح عليه السلام کی کہانی سے آسان سوالات 

1. قوم ثمود نے اپنے گھر کہاں بنائے تھے؟
 2. حضرت صالح عليه السلام نے لوگوں کو کس چیز کی عبادت سے منع کیا؟
 3. اللہ نے حضرت صالح عليه السلام کو کون سی نشانی دی؟
 4. اوٹھی کادودہ کس کے لیے کافی تھا؟
 5. قوم ثمود نے اوٹھی کے ساتھ کیا کیا؟
 6. حضرت صالح عليه السلام اور کون لوگ بیج گئے؟
-



(6)

✿ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایمان افروز کہانی

بہت سال پہلے ایک بڑے شہر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ابراہیم رکھا گیا۔ یہ شہر "بابل" کہلاتا تھا، جو آج کے عراق میں واقع ہے۔ یہ ایک مصروف اور ترقی یافتہ شہر تھا، جہاں لوگ بازاروں میں تجارت کرتے، بڑے گھروں میں رہتے اور پتھر کی بنی ہوئی مورتیوں کی پوجا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے:

"یہ ہمارے معبد ہیں، یہ ہمیں بارش دیتے ہیں، فصلیں اگاتے ہیں، اور ہماری حفاظت کرتے ہیں!"

لیکن ابراہیم علیہ السلام بچپن سے ہی سوچتے تھے: "یہ پتھر کے مجسم ہماری مدد کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ تو نہ بول سکتے ہیں، نہ حرکت کر سکتے ہیں!" وہ آسمان کی طرف دیکھتے، چاند، سورج اور ستاروں کو غور سے دیکھتے اور سوچتے: "یہ سب کس نے بنایا؟"

ابراہیم علیہ السلام کو یقین تھا کہ صرف ایک ہی خدا ہے جو ہر چیز کا خالق ہے۔

● قوم سے مناظرہ

جب ابراہیم علیہ السلام جوان ہوئے تو انہوں نے اپنی قوم سے بات کی۔ وہ مندر میں گئے جہاں بڑی بڑی مورتیوں کی قطاریں لگی تھیں۔ انہوں نے کہا: "تم ان پتھر کی مورتیوں کی پوجا کیوں کرتے ہو؟ یہ نہ سنتی ہیں، نہ بولتی ہیں، نہ چل سکتی ہیں!"

لوگ غصے میں آگئے۔ انہوں نے کہا:

"اے ابراہیم! تو ہمارے معبودوں کی توبین کرتا ہے۔ ہمارے باپ دادا ان کی عبادت کرتے تھے اور ہم بھی کرتے ہیں!"

ابراہیم علیہ السلام مسکرا کر بولے:

"کیا یہ بت تمہاری بات سننے ہیں؟ کیا یہ تمہیں فائدہ یا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ یہ تو صرف پھر ہیں!"

بت ٹھنکی کا واقعہ

ایک دن ابراہیم علیہ السلام نے ایک منصوبہ بنایا۔ جب شہر کے لوگ ایک بڑے تھوا پر باہر گئے تو وہ مندر میں داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک کلہاڑی تھی۔ انہوں نے ایک ایک کر کے تمام چھوٹے بتوں کو توڑ دیا، صرف سب سے بڑے بت کو چھوڑ دیا۔

انہوں نے کلہاڑی اس بڑے بت کے پاس رکھ دی۔

جب لوگ واپس آئے تو مندر کی حالت دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انہوں نے کہا:

"ہمارے معبودوں کو کس نے توڑا؟ یہ کام ابراہیم ہی کا ہو سکتا ہے!"

ابراہیم علیہ السلام کو بلا یا گیا۔ انہوں نے کہا:

"اس بڑے بت سے پوچھو، کلہاڑی تو اسی کے پاس ہے!"

لوگ شرمندہ ہو گئے، لیکن غصے میں آکر ابراہیم علیہ السلام کو سزا دینے کا فیصلہ کیا۔

نمرود اور آگ کا واقعہ

اس وقت کا بادشاہ، جسے مفسرین "نمرود" کہتے ہیں، خود کو خدا کہتا تھا۔ وہ بہت مغرور تھا۔

نمرود نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا:

"تم نے میرے معبدوں کی توہین کی ہے، میں تمہیں آگ میں جلادوں گا!"

نمرود کے آدمیوں نے ایک بہت بڑی آگ جلائی۔ اتنی بڑی کہ اس کے شعلے آسمان کو چھوڑ رہے تھے۔

ابراہیم علیہ السلام کو رسیوں سے باندھ کر آگ میں پھینک دیا گیا۔
لوگوں نے کہا:

"اسے جلادو اور اپنے معبدوں کی مدد کرو) "!(سورہ انبیاء: 68)

لیکن ابراہیم علیہ السلام خاموش رہے۔ انہوں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا:

"اے آگ! ابراہیم کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا) "!(سورہ انبیاء: 69)

ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے کوئی نقصان نہ پہنچایا، وہ سلامت رہے۔

لوگ حیران رہ گئے۔ کچھ ایمان لے آئے، لیکن نمرود اور اس کے ساتھی ضد پر قائم رہے۔

انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو شہر سے نکال دیا۔

مکہ کی طرف بھرت

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ اور بھتیجے لوٹ کے ساتھی شہر چھوڑ دیا۔ وہ مختلف ممالک میں سفر کرتے رہے۔ ایک بار وہ مصر بھی گئے، جہاں ان کا امتحان لیا گیا، لیکن اللہ نے انہیں بچا لیا۔

بعد میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی دوسری بیوی حضرت ہاجرہ اور بیٹے حضرت اسماعیل کو مکہ کے صحرائیں چھوڑ دیں۔

مکہ اس وقت ایک دیران جگہ تھی۔ نہ پانی تھا، نہ درخت، نہ انسان۔

ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم پر عمل کیا اور انہیں وہاں چھوڑ دیا۔
 حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان دوڑتی رہیں۔
 تب اللہ تعالیٰ نے ایک مجرہ دکھایا۔ زمزم کا چشمہ پھوٹ پڑا۔
 پانی نکل آیا اور حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل وہاں آباد ہو گئے۔
 آج بھی مسلمان حج کے دوران صفا و مروہ کی سعی کرتے ہیں تاکہ اس عظیم قربانی کو یاد رکھ سکیں۔

قربانی کا عظیم امتحان

کئی سال بعد اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو ایک اور عظیم آزمائش دی۔

انہوں نے فرمایا:

"اے ابراہیم! اپنے پیارے بیٹے اسماعیل کو میری راہ میں قربان کرو۔"

ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم کو تسلیم کیا۔

انہوں نے حضرت اسماعیل سے کہا:

"بیٹا! اللہ نے مجھے تمہیں قربان کرنے کا حکم دیا ہے، تم کیا کہتے ہو؟"

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا:

"اے ابا! وہی کبھی جو اللہ نے حکم دیا ہے، ان شاء اللہ میں صبر کرنے والوں میں سے ہوں۔"

(سورہ صفات: 102)

ابراہیم علیہ السلام نے چاقو اٹھایا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک مینڈھا بھیج دیا۔

اللہ نے فرمایا:

"اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ ہم نیک لوگوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔"

(سورہ صفات: 105-107)

بھی واقعہ ہم ہر سال عید الاضحیٰ پر یاد کرتے ہیں۔

خانہ کعبہ کی تعمیر

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سب سے بڑا کارنامہ خانہ کعبہ کی تعمیر ہے۔

انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ بنایا۔

انہوں نے دعا کی:

"اے اللہ! میری نسل میں ایک نبی بھیج جو لوگوں کو حق کی طرف بلائے۔" (سورہ البقرہ:

(129)

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی، اور کئی صد یوں بعد نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی نسل میں پیدا ہوئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "خلیل اللہ" "یعنی" اللہ کا دوست "کہا جاتا ہے۔

ان کی زندگی ہمیں سکھاتی ہے کہ سب سے مشکل وقت میں بھی اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

قرآنی و حدیثی حوالہ جات

موضوع	حوالہ
توحید کی تلاش	سورہ انعام: 74-83
آگ کا واقعہ	سورہ انبیاء: 51-70

موضع	حوالہ
قریبی کامتحان	سورہ صفات: 99-113
خانہ کعبہ کی تغیر	سورہ البقرہ: 124-132
حدیث	صحیح بخاری: حدیث نمبر 3364
قصص الانبیاء از ابن کثیر: صفحہ 105-120	سیرت

چھوٹے بچوں کے لیے سوالات

1. حضرت ابراہیم علیہ السلام کس شہر میں پیدا ہوئے تھے؟
 2. ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑنے کے بعد کھاڑی کہاں رکھی تھی؟
 3. نمرود نے ابراہیم علیہ السلام کو کس چیز میں چھینکنے کا حکم دیا تھا؟
 4. حضرت ہاجرہ صفا اور مرودہ کے درمیان کیوں دوڑتی رہیں؟
 5. اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی جگہ کیا بھیجا تھا؟
 6. حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ بنایا تھا؟
-

(7)

✿ حضرت لوط علیہ السلام کی ایمان افروز کہانی

کئی سال پہلے ایک شہر میں ایک نبی رہتا تھا جس کا نام لوٹ تھا۔ اس شہر کا نام سدوم تھا۔ سدوم ایک آباد شہر تھا، جس میں ہرے بھرے کھیت، باغات اور چمکتی ہوئی ندیاں تھیں۔ لیکن اس شہر کے لوگ بہت بڑے تھے۔ وہ اللہ کو بھول گئے۔ انہوں نے چوری، جھوٹ اور ایسے اعمال کیے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ انہوں نے گلیوں میں لوگوں کو پریشان کیا اور ان کے دل پھرلوں کی طرح سخت ہو گئے تھے۔ پس اللہ نے لوٹ کو ان کے پاس نبی بنانے کا بھیجا۔ لوٹ پر سکون اور بہادر تھا۔ اس کے چہرے پر ایک مہربان مسکراہٹ تھی اور اس کی ہاتوں میں چھائی تھی۔ وہ سدوم کے درمیان میں کھڑا ہوا اور کہا:

"اے میری قوم! اس گناہ کو ترک کر دو۔ اللہ کی اطاعت کرو۔ اسی نے تمہیں یہ شہر، یہ فصل، یہ زندگی دی ہے۔ اسی سے توبہ کرو۔"

لیکن شہر کے لوگ نہ پڑے۔ ان کے سرداروں نے کہا:

"لوٹ، تم کیا کہہ رہے ہو؟ ہم اپنی زندگی جیسے چاہیں گزاریں گے۔ تیرا خدا ہمارے ساتھ کچھ نہیں کر سکتا۔"

لوگ لوٹ پر ہستے تھے اور اس کا مذاق اڑاتے تھے۔

لوٹ مایوس نہیں ہوا۔ وہ بہت صبر کرنے والا تھا۔ وہ شہر کے بازار گئے، جہاں لوگ بچل اور کپڑا بیچتے تھے۔ وہ سڑک پر کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

"اے میری قوم! تم مگر اہ ہو رہے ہو۔ یہ گناہ تمہیں تباہ کر دے گا۔ اللہ کے پاس واپس آؤ، وہ معاف کرنے والا ہے۔"

کچھ لوگوں نے اس کی بات سنی، لیکن زیادہ تر نے اس پر لعنت کی۔ انہوں نے کہا:

"لوط، تم ہماری زندگیاں بر باد کرنا چاہتے ہو۔ خاموش رہو!"

لیکن لوطنہ رکا۔ انہوں نے دن رات لوگوں کو سمجھایا۔

ایک دن اللہ نے لوط علیہ السلام کے پاس دو فرشتے بھیجے۔ وہ انسانی شکل میں آئے تھے۔ وہ خوبصورت تھے اور ان کے چہروں پر روشنی تھی۔ لوٹ انہیں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ انہیں اپنے گھر لے گیا۔

لیکن شہر کے بد کردار لوگوں کو جب ان مہماں کی خبر ملی تو وہ لوٹ کے گھر پر جhom کی صورت میں آگئے۔ انہوں نے کہا:

"لوط! ہمیں اپنے مہماں دے دو!"

لوٹ نے کہا:

"ایسا مت کرو، یہ میرے مہماں ہیں، اللہ سے ڈرو!"

لیکن لوگ ہنس پڑے اور دروازہ توڑنے کی کوشش کرنے لگے۔

پھر فرشتوں نے کہا:

"اے لوٹ! مت ڈرو، ہم اللہ کے فرشتے ہیں۔ اس شہر کے لوگ زندہ نہیں رہیں گے۔ اپنے

خاندان کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤ۔"

لوٹ حیران رہ گیا۔ فرشتوں نے کہا:

"رات کو شہر چھوڑ دو، اور پیچھے مر کر مت دیکھو۔ اللہ اس شہر کو تباہ کر دے گا۔"

لوطاپنی بیوی اور دو بیٹیوں کے ساتھ رات کے اندر ہیرے میں شہر سے نکل گیا۔ لیکن اس کی بیوی نافرمان تھی۔ اس نے قوم کا ساتھ دیا، اس لیے وہ بھی عذاب میں شامل ہو گئی۔ صبح کو اللہ کا عذاب آیا۔ آسمان سے پتھروں کی بارش ہوئی۔ سدوم شہر میں سب کچھ تباہ ہو گیا۔ بڑے بڑے گھر، بچلوں کے باغات، سب کچھ زمین کے نیچے دب گیا۔ لوٹ کی بات نہ سننے والے سب ہلاک ہو گئے۔ صرف لوٹ اور اس کی دو بیٹیاں بچ گئیں۔ اللہ نے انہیں ایک محفوظ جگہ پر لے گیا۔

لوٹ نے ملے کو دیکھا۔ اس کا دل بھاری ہو گیا۔ اس نے کہا:
 "اے اللہ! میں نے اپنی قوم کو قائل کرنے کی کوشش کی، لیکن انہوں نے آپ کی بات نہیں مانی۔"

حضرت لوٹ علیہ السلام کا قصہ ہمیں سمجھاتا ہے کہ گناہوں سے دور رہنا ضروری ہے۔ اللہ کی اطاعت ہی نجات کا راستہ ہے۔ سدوم کے کھنڈرات ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ کوئی بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتا۔

درست حالہ جات (اشارہ):

قرآن مجید:

- سورۃ ہود، آیات 77-83
- سورۃ الاعراف، آیات 80-84
- سورۃ النمل، آیات 54-58
- سورۃ العنكبوت، آیات 28-35

حدیث:

• صحیح بخاری، حدیث نمبر 4720 (قصص الانسیاء میں حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر)

سیرت و تفسیر:

• ابن کثیر، البدریہ والنهایہ یا قصص الانسیاء، صفحہ 125–130 (سدوم کی تباہی اور حضرت لوط کی بھرت کا بیان)

✿ چھوٹے بچوں کے لیے سوالات

1. حضرت لوط علیہ السلام کس شہر میں نبی بن کر بھیجے گئے تھے؟
2. سدوم شہر کے لوگ کیسے کام کرتے تھے جن سے اللہ نے منع فرمایا تھا؟
3. حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کون مہمان بن کر آئے تھے؟
4. حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا نصیحت کی تھی؟
5. حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ کون لوگ بیٹھ گئے تھے؟
6. حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو کیوں عذاب میں شامل کیا گیا؟



(8)

حضرت اسماعیل علیہ السلام

کئی سال پہلے مکہ کے صحرائیں ایک مجذہ پیش آیا۔ اس کہانی کا ہیر و حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیٹا اسماعیل تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت بہت خوشی کی بات تھی۔ ان کے والد ابراہیم اور ان کی والدہ کئی سالوں سے ایک بچے کے لیے دعا کر رہے تھے۔ جب اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ آپ نے فرمایا: "اے اللہ! تیرا شکر ہے، تو نے میری دعاء قبول کر لی۔"

لیکن خدا نے ابراہیم کو ایک بہت بڑا متحان دیا۔ اس نے کہا: "اے ابراہیم! اپنی بیوی ہاجر اور بیٹے اسماعیل کو مکہ کے صحرائیں چھوڑ دو۔" مکہ ایک خالی جگہ تھی۔ وہاں نہ درخت تھے، نہ پانی تھا، نہ لوگ تھے۔ وہاں صرف ریت اور چٹان تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل بھاری ہو گیا لیکن انہوں نے اللہ کی اطاعت کی۔ وہ اپنی بیوی ہاجر اور شیر خوار اسماعیل کو مکہ لے گئے۔ انہوں نے انہیں ایک پہاڑی کے کنارے چھوڑ دیا۔ ہاجر کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا: "ابراہیم! کیا آپ ہمیں یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟" حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: "ہاں، یہ اللہ کا حکم ہے۔" ہاجر نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ انہوں نے کہا: "خدا ہمیں بچا لے گا۔" ہاجر اور اسماعیل صحرائیں اکیلے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام بہت چھوٹے تھے اور صرف چند ماہ کے تھے۔ وہ رونے لگے کیونکہ وہ بھوکے تھے۔ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ ہاجر پانی کی تلاش میں بھاگیں۔ انہوں نے صفا پہاڑ پر چڑھ کر چاروں طرف دیکھا۔ کچھ بھی نہیں ملا۔ وہ بھاگ کر مرودہ کی پہاڑی کی طرف گئیں۔ پھر بھی کچھ نہیں ملا۔ وہ صفا اور مرودہ کے درمیان

سات بار بجا گیں۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدموں سے پانی نکل رہا ہے۔ یہ زمزم کا کنوں تھا جو اللہ کی طرف سے ایک مجزانہ تحفہ تھا۔ وہ خوشی سے چھپیں : "زمزم! پانی!" انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پانی دیا۔ آج بھی مسلمان حج کے دوران یہ زمزم کا پانی پیتے ہیں اور صفا و مرود کی طرف دوڑتے ہیں اور ہاجر کو یاد کرتے ہیں۔

جب اسماعیل بڑے ہوئے تو وہ ایک بہادر اور مضبوط لڑکا بن گئے۔ وہ اپنی والدہ ہاجر کے ساتھ کہے مکرمہ میں رہتے تھے۔ ایک دن حضرت ابراہیم مکہ واپس آئے۔ انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گلے الگالیا۔ لیکن خدا نے ابراہیم کو ایک اور بڑا متحان دیا۔ اس نے کہا : "اے ابراہیم! اپنے بیمارے بیٹے اسماعیل کو قربان کر دو۔" حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل ٹوٹ گیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کی آنکھوں کا نور تھے۔ انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہا : "اے بیٹے! خدا نے مجھے یہ حکم دیا ہے، تم کیا کہتے ہو؟" حضرت اسماعیل بہت بہادر تھے۔

انہوں نے مہنتے ہوئے کہا : "بابا! وہی کرو جو خدا کہتا ہے۔ میں تیار ہوں۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ایک پہاڑ پر لے گئے۔ انہوں نے چاقو اٹھایا۔ حضرت اسماعیل خاموشی سے لیٹ گئے۔ پھر خدا نے ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتے نے کہا : "اے ابراہیم! رکو! تم نے خدا کے امتحان کو پاس کر لیا ہے۔" خدا نے ایک مینڈھا بھیجا۔ فرشتے نے کہا : "اس مینڈھے کو قربان کرو۔" حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ کا شکردا کیا۔ انہوں نے مینڈھے کی قربانی دی۔ یہ واقعہ ہمیں عید الاضحی پر یاد آتا ہے۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام بڑے ہوئے تو انہوں نے اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ تعمیر کیا۔ خانہ کعبہ اللہ کا گھر تھا جہاں لوگ عبادت کے لیے آتے ہیں۔ انہوں نے پتھر جمع کیے، دیواریں بلند کیں اور دعا کی۔ "اے اللہ! ہمارے اس عمل کو قبول

فرما۔ "حضرت اسما علیل سخت مختنی تھے۔ ان کے پاس پتھر تھے اور حضرت ابراہیم نے دیواریں تعمیر کیں۔ جب خانہ کعبہ تعمیر ہوا تو انہوں نے اللہ کا شکردا کیا۔ آج بھی مسلمان حج پر خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسما علیل علیہ السلام کو یاد کرتے ہیں۔"

حضرت اسما علیل علیہ السلام کا قصہ ہمیں مشکل وقت میں بھی خدا کی اطاعت کرنے کا درس دیتا ہے۔ وہ بہادر تھے اور خدا پر بھروسہ کرتے تھے۔ زمزم کا کنوں اور خانہ کعبہ ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ اللہ اپنے بندوں کو کبھی نہیں بھولتا۔

اشارہ (درست حوالہ جات):

- قرآن کریم:
- سورہ البقرہ، آیات 124–129
- سورہ الصافات، آیات 99–113
- حدیث:
- صحیح بخاری، حدیث نمبر 3364
- سیرت:
- ابن کثیر، قصص الانبیاء، صفحہ 135–140

چھوٹے بچوں کے لیے سوالات

1. حضرت اسما علیل علیہ السلام کو کس شہر کے سحر میں چھوڑا گیا تھا؟
2. حضرت ہاجر پانی کی تلاش میں کن دو پہاڑیوں کے درمیان دوڑتی رہیں؟

3. زمزم کا پانی کہاں سے نکلا تھا؟
4. حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کس کو قربان کرنے کا حکم ملا تھا؟
5. اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی جگہ کیا بھیجا تھا؟
6. حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد کے ساتھ کیا تعمیر کیا تھا؟
-



(9)

حضرت اسحاق علیہ السلام

کئی سال پہلے کنعان نامی ایک خوبصورت ملک میں اسحاق نامی ایک نبی رہتا تھا۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ ابراہیم اور اس کی بیوی سارہ کئی سالوں سے بچے کے لیے دعا کر رہے تھے۔ وہ بوڑھے ہو چکے تھے، اور سارہ نے سوچا کہ وہ دوبارہ کبھی بچے پیدا نہیں کرے گی۔ لیکن اللہ نے ان کی دعائیں قبول کیں۔ فرشتوں نے آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ سارہ کو بینا ہونے والا ہے۔ اس کا نام اسحاق رکھا گیا، جس کا مطلب ہے "مسکراہٹ" کیونکہ اس کی پیدائش نے سب کو خوش کیا۔

اسحاق ایک بہت ہی خاموش اور اچھا لڑکا تھا۔ اس کے چہرے پر نرم مسکراہٹ تھی اور اس کا دل خدا کی محبت سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے خدا کے بارے میں اپنے والد ابراہیم سے سیکھا۔ ابراہیم علیہ السلام اس سے کہا کرتے تھے کہ "اے اسحاق! ہمیشہ اللہ پر بھروسہ رکھو۔ وہ ہمیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑتا۔" اسحاق اپنے باپ کی بات غور سے سن رہا تھا۔ وہ درخت کے سامنے میں بیٹھ کر دعا مانگتے تھے اور اللہ کا شکر ادا کرتے تھے۔

جب اسحاق بڑا ہوا تو اپنے باپ کی طرح نبی بن گیا۔ خدا نے اسے لوگوں کی رہنمائی کرنے کی ذمہ داری دی۔ وہ کنعان کے لوگوں کے پاس جاتا تھا اور کہتا تھا: "اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اس نے تمہیں سب کچھ دیا ہے: یہ فصل، یہ پانی، یہ زندگی۔" لوگوں نے اسحاق کی بات سنی کیونکہ اس کی باتیں سچ میں مضبوط تھیں۔ وہ بہت مہربان تھا۔ وہ غریبوں کو کھانا دیتے تھے، بیماروں کی عیادت کرتے تھے اور بچوں کے ساتھ ہنستے اور کھیلتے تھے۔

اسحاق کی زندگی کا ایک اہم واقعہ اس کی شادی تھی۔ ابراہیم اسحاق کے لیے ایک اچھی لڑکی چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنے وفادار خادم کو ایک دور دراز ملک میں بھیجا، جہاں ان کے رشتہ دار رہتے تھے۔ اللہ کے حکم سے خادم کو ربکانامی ایک لڑکی ملی۔ ربکا مہربان اور خوبصورت تھی۔ وہ اسحاق کی بیوی بنی۔ اسحاق اور ربکا خوشی ایک ساتھ رہتے تھے۔ دونوں نے خدا سے دعا کی۔ لیکن اسحاق اور ربکا کا بھی ایک امتحان تھا۔ ایک طویل عرصے سے ان کے پچے نہیں تھے۔ انہوں نے خدا سے دعا کی۔ خدا نے ان کی دعاؤں کا جواب دیا۔ ربکا کے دو بیٹے تھے: یعقوب اور عیسو۔ اسحاق اپنے بیٹوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ انہوں نے انہیں خدا کی راہ پر چلناسکھایا۔ وہ کہا کرتے تھے " یعقوب، عیسو! ہمیشہ چج بولو۔ اللہ سچ لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ "

اسحاق کی زندگی پر سکون اور خدا کی عبادت سے بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے کنعان کے کھیتوں میں بھیڑ کریاں پالیں اور فصلیں اگائیں اور لوگوں کو اللہ کار استد کھایا۔ وہ صابر تھے۔ ایک بار ان کے دشمنوں نے ان کا کنوں بند کر دیا۔ لیکن اسحاق کو غصہ نہیں آیا۔ انہوں نے ایک نیا کنوں کھودا اور خدا پر بھروسہ کیا۔ خدا نے انہیں مزید پانی دیا۔ لوگ ان کے صبر پر حیران تھے۔ جب اسحاق بوڑھے ہوئے تو انہوں نے اپنے بیٹے یعقوب کو برکت دی۔ انہوں نے کہا " اے یعقوب! تو میرے بعد نبی ہو گا۔ لوگوں کو خدا کی راہ کی طرف پکارو۔ " اسحاق کی کہانی ہمیں خدا پر بھروسہ کرنا سکھاتی ہے۔ وہ مہربان، صبر کرنے والے اور سچے تھے۔ ان کی زندگی ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں کبھی واپس نہیں کرتا۔

 اشارہ (درست حوالہ جات):

• قرآن:

○ سورہ ہود، آیات 69–73

◦ سورہ الصافات، آیات 112-113 ◦

• حدیث:

◦ صحیح مسلم میں حضرت اسحاق علیہ السلام کا ذکر موجود ہے، لیکن حدیث نمبر 2374 کی تصدیق ضروری ہے۔

• سیرت:

◦ ابن کثیر، قصص الانبیاء، صفحہ 145-150 ◦

چھوٹے بچوں کے لیے سوالات

1. حضرت اسحاق علیہ السلام کے والد کا نام کیا تھا؟
2. حضرت اسحاق علیہ السلام کی والدہ کا نام کیا تھا؟
3. حضرت اسحاق علیہ السلام کی بیوی کا نام کیا تھا؟
4. حضرت اسحاق علیہ السلام کے کتنے بیٹے تھے؟
5. حضرت اسحاق علیہ السلام نے کنعان میں کیا کام کیا تھا؟
6. حضرت اسحاق علیہ السلام نے اپنے بعد نبی بنی کی دعا کس کے لیے کی تھی؟

(10)

حضرت یعقوب علیہ السلام

کئی سال پہلے کنعان نامی ملک میں یعقوب نامی ایک نبی رہتا تھا۔ وہ حضرت اسحاق کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ یعقوب بہت عقائد اور صبر کرنے والا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک پر سکون مسکراہے تھی، اور اس کا دل خدا کی محبت سے بھرا ہوا تھا۔ لوگ اسے "اسرائیل" کہتے تھے جس کا مطلب ہے "اللہ کا بندہ"۔ انہوں نے اپنی زندگی میں بہت سی آزمائشوں کا سامنا کیا، لیکن ہمیشہ خدا پر بھروسہ کیا۔

جب یعقوب بچہ تھا تو اس نے اپنے باپ اسحاق سے خدا کے بارے میں سیکھا۔ وہ اپنے بڑے بھائی عیسوی کے ساتھ کھلیتا تھا۔ عیسوی مضبوط اور شکاری تھا، لیکن یعقوب پر سکون اور عقائد تھا۔ جب اسحاق بوڑھا ہوا تو اس نے یعقوب کو برکت دی۔ اس نے کہا: "اے یعقوب! تو میرے بعد نبی ہو گا۔ لوگوں کو خدا کی طرف پکارو۔" اس نعمت کے بعد یعقوب کی زندگی میں بہت سی آزمائشیں شروع ہوئیں۔ عیسوی غصے میں تھا اور یعقوب کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا۔ چنانچہ یعقوب کو اس کی ماں ربکانے کی دور دراز ملک میں جانے کے لیے کہا۔

یعقوب فران آرام نامی علاقے میں اپنے چچا کے گھر گیا۔ وہاں اس نے اپنے بچپن لا بان کی بیٹی راحیل کو دیکھا۔ راحیل خوبصورت اور مہربان تھی۔ یعقوب اس سے محبت کرتا تھا۔ اس نے لا بان سے کہا: "میں سات سال تک کام کروں گا، اس لیے میری شادی راحیل سے کر دو۔" یعقوب نے سات سال تک بھیڑ کریاں پالیں، لیکن لا بان نے اسے دھوکہ دیا۔ اس نے اپنی سب سے بڑی بیٹی لیہ کی شادی راحیل کے بجائے یعقوب سے کر دی۔ یعقوب نے مزید سات

سال تک کام کیا اور راحیل سے شادی بھی کی۔ وہ بہت صبر کرنے والا تھا۔ خدا نے اسے بارہ بیٹے عطا کیے، جو بعد میں اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے سردار بنے۔

یعقوب کی زندگی کا سب سے بڑا مقتان اس کے بیٹے یوسف کا معاملہ تھا۔ یوسف یعقوب کا پسندیدہ بیٹا تھا۔ وہ یوسف سے بہت محبت کرتے تھے۔ لیکن یوسف کے بھائی اس سے حسد کرتے تھے۔ انہوں نے یوسف کو ایک گڑھے میں پھینک دیا اور یعقوب سے کہا کہ شیر نے یوسف کو کھایا ہے۔ انہوں نے کہا "میرے پاس یوسف نہیں ہے! میرا دل ٹوٹ گیا ہے!" وہ بر سوں تک روتے رہے، لیکن خدا پر بھروسہ نہیں چھوڑا۔ انہوں نے دعا کی "اے اللہ! مجھے یوسف واپس دے۔"

یعقوب کنعان واپس آگیا۔ وہ اپنی قوم کو اللہ کی راہ کی طرف بلاتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے : "اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو۔ وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔" لوگوں نے اس کی بات سنی کیونکہ وہ غلمان دار مہربان تھا۔ کئی سالوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے یعقوب کی دعا قبول کی۔ یوسف زندہ تھا۔ وہ مصر کے سینٹر وزیر بن گئے۔ یعقوب اور یوسف دو بارہ مل گئے۔ یعقوب خوشی سے رونے لگے۔ انہوں نے فرمایا "اے اللہ! تیراشکر ہے، تو نے میرے یوسف کو بحال کر دیا ہے۔"

یعقوب کی کہانی ہمیں صبر کرنا سکھاتی ہے۔ جب تم خدا پر بھروسہ کرو گے تو وہ سب کچھ ٹھیک کر دے گا۔ یعقوب کی زندگی آزمائشوں سے بھری ہوئی تھی، لیکن انہوں نے کبھی ہمت نہیں ہاری۔ ان کے بارہ بیٹے اسرائیل کے قبیلے کی بنیاد بنے۔

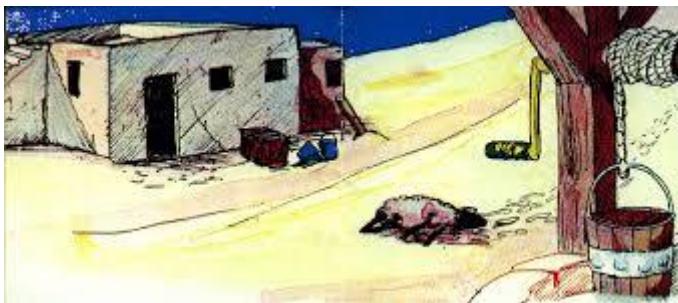
اشارہ (درست حوالہ جات) :

• قرآن کریم:

- سورہ یوسف، آیات 4-18
- سورہ البقرہ، آیات 132-133
- میرت:
- ابن کثیر، قصص الانبیاء، صفحہ 155-160

چھوٹے بچوں کے لیے سوالات

1. حضرت یعقوب علیہ السلام کے والد اور دادا کا نام کیا تھا؟
2. لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کو کس نام سے پکارتے تھے؟
3. حضرت یعقوب علیہ السلام نے کس سے شادی کرنے کے لیے سات سال کام کیا؟
4. حضرت یعقوب علیہ السلام کے کتنے بیٹے تھے؟
5. حضرت یعقوب علیہ السلام کا کون سا بیٹا گڑھے میں پھینکا گیا تھا؟
6. حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا نصیحت کی تھی؟



(11)

* حضرت یوسف علیہ السلام کی مجزاتی کہانی *

کئی سال پہلے کنعان نامی علاقے میں ایک خوبصورت اور نیک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام یوسف رکھا گیا۔ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ یوسف نہایت حسین، عقلمند اور پاکیزہ فطرت کے حامل تھے۔ ان کے چہرے پر اُسی نورانیت تھی کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف سے خاص محبت تھی، اور انہوں نے یوسف کو ایک خاص قمیں دی تھی، جس پر ان کے بھائیوں کو حسد ہوا۔

یوسف علیہ السلام نے ایک دن خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند انہیں سجدہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ خواب اپنے والد حضرت یعقوب کو سنایا۔ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا：“اے میرے بیٹے! یہ خواب اللہ کی طرف سے ایک عظیم نشانی ہے۔ تمہیں اللہ بلند مقام عطا کرے گا۔ لیکن یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا، وہ حسد کریں گے۔”

یوسف کے بھائی پہلے ہی حسد میں مبتلا تھے۔ وہ کہتے ”: یوسف کو با اتنا بیمار اکیوں ہے؟ ہم تو اس سے بڑے ہیں“! ایک دن انہوں نے ایک برا منصوبہ بنایا۔ وہ یوسف کو ساتھ لے کر میدان میں گئے اور اسے ایک گھرے کنوں میں پھینک دیا۔ یوسف نے فریاد کی ”: اے بھائیو! مجھے بچا لو“! مگر وہ ہنسنے لگے۔ انہوں نے یوسف کی قمیں پر جھوٹا خون لگا کر حضرت یعقوب کو دکھایا اور کہا ”: یوسف کو بھیڑ یا کھا گیا“! یعقوب علیہ السلام نے غم میں کہا ”: میرے یوسف کو کیا ہوا؟“

کچھ دیر بعد ایک قافلہ وہاں سے گزرا۔ انہوں نے یوسف کو کنویں سے نکالا اور مصر لے گئے، جہاں یوسف کو غلام بنا کر تیج دیا گیا۔ یوسف کو عزیزِ مصر کے گھر میں رکھا گیا۔ یوسف نہایت ایماندار، پاکدا من اور معنیٰ تھے۔ عزیزان سے محبت کرنے لگا۔ مگر عزیز کی بیوی نے یوسف پر بری نظر ڈالی۔ یوسف نے فرمایا: "معاذ اللہ! میں ایسا گناہ نہیں کر سکتا۔" اس پر عزیز کی بیوی نے جھوٹا لزام لگایا، اور یوسف کو قید کروادیا گیا۔

جیل میں یوسف نے صبر کیا اور اللہ کی عبادت میں مشغول رہے۔ وہ قیدیوں کے خوابوں کی تعبیر بتایا کرتے تھے۔ ایک دن مصر کے بادشاہ نے ایک عجیب خواب دیکھا، جس کی تعبیر کوئی نہ دے سکا۔ تب یوسف کو جیل سے بلا گیا۔ انہوں نے فرمایا: "اے بادشاہ! تیرے خواب کا مطلب یہ ہے کہ سات سال خوب فصل ہو گی، پھر سات سال قحط آئے گا۔ تمہیں چاہیے کہ ابھی سے غلہ مجمع کرو۔"

بادشاہ یوسف کے علم و حکمت پر حیران ہوا اور انہیں مصر کا وزیر مقرر کر دیا۔ یوسف نے قحط کے دونوں میں غلہ تقسیم کیا اور غریبوں کی مدد کی۔

ادھر کنغان میں حضرت یعقوب اور ان کے بیٹے بھوک سے پریشان تھے۔ یوسف کے بھائی غلمہ لینے مصراً آئے۔ وہ یوسف کو پہچان نہ سکے۔ یوسف نے ان کا امتحان لیا، اور آخر میں فرمایا: "میں یوسف ہوں، اور یہ میرا بھائی بنیا میں ہے۔" بھائی شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے: "یوسف ہمیں معاف کر دو!" یوسف نے مسکرا کر فرمایا: "آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے، اور میں بھی معاف کرتا ہوں۔"

یوسف نے اپنے والد حضرت یعقوب اور تمام خاندان کو مصر بلالیا۔ جب یعقوب اور یوسف دوبارہ ملے تو یعقوب علیہ السلام خوشی سے روپڑے۔

سبق

حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی ہمیں صبر، پاکداری، معافی اور اللہ پر بھروسہ کا درس دیتی ہے۔ وہ آزمائش میں ثابت قدم رہے، اور اللہ نے انہیں عزت، علم اور اقتدار عطا فرمایا۔ یہ کہانی ہمیں یاددالاتی ہے کہ اللہ نیک لوگوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔

حوالہ جات

- قرآن : سورہ یوسف (آیات 1-101)
- حدیث : صحیح بخاری، حدیث نمبر 3386
- سیرت : ابن کثیر، قصص الانبیاء، صفحہ 165-180

1. حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے خواب میں کیا دیکھا تھا؟
2. یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کہاں پھینکا تھا؟
3. حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف سے کیوں خاص محبت تھی؟
4. مصر کے بادشاہ نے کیا خواب دیکھا تھا؟
5. یوسف علیہ السلام کو جیل کیوں جانا پڑا؟
6. آخر میں حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے کیا فرمایا؟

(12)

* حضرت شعیب علیہ السلام کی نصیحت اور مدیان کی تباہی *

کئی سال پہلے مدیان نامی قبیلے میں ایک نبی رہتا تھا جس کا نام حضرت شعیب علیہ السلام تھا۔ مدیان ایک مصروف علاقہ تھا جہاں لوگ تجارت کرتے، بازاروں میں خرید و فروخت کرتے اور دولت جمع کرتے تھے۔ لیکن اس قوم کے لوگ بے ایمان ہو چکے تھے۔ وہ تجارت میں دھوکہ دیتے، تول میں کمی کرتے، زیادہ معاوضہ و صول کرتے اور غریبوں کو تقصیان پہنچاتے۔ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا تھا اور شرک میں مبتلا ہو گئے تھے۔

حضرت شعیب علیہ السلام عظیمند، بہادر اور مہربان تھے۔ ان کی بالتوں میں سچائی اور ان کی آنکھوں میں نور تھا۔ وہ مدیان کے بازار میں کھڑے ہو کر فرماتے:

"اے میری قوم! اس فریب کو چھوڑ دو۔ ایمانداری سے کاروبار کرو۔ اللہ کی اطاعت کرو، جس نے تمہیں دولت اور زندگی عطا کی ہے۔"

لیکن قوم کے سردار اور امیر لوگ ان پر ہنستے۔ وہ کہتے:

"اے شعیب! تم کیا کہہ رہے ہو؟ یہی ہمارا طریقہ ہے۔ تیرا رب ہمارے ساتھ کچھ نہیں کر سکتا!"

حضرت شعیب علیہ السلام مالیوس نہ ہوئے۔ وہ صبر سے لوگوں کو سمجھاتے رہے۔ وہ گلیوں، بازاروں اور گھروں میں جا کر کہتے:

"اے میری قوم! تم مگر اہی کی طرف جا رہے ہو۔ وہ دھوکہ اور گناہ تمہیں تباہ کر دیں گے۔ اللہ سے توبہ کرو، وہ معاف کرنے والا ہے۔"

کچھ غریب لوگ اور بچان کی بات سن کر ایمان لے آئے۔ وہ کہتے:

"اے حضرت شعیب! ہم آپ کی بات مانیں گے۔"

لیکن امیر لوگ غصے میں آگئے۔ انہوں نے کہا:

"اے شعیب! تم ہمارے کاروبار کو تباہ کرنا چاہتے ہو۔ ہمارے شہر سے نکل جاؤ!"

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

"میں تم سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ میں صرف اللہ کا پیغام پہنچا رہا ہوں۔ تم مجھے جتنا چاہو ڈرا لو، میں رکنے والا نہیں۔"

مدیان کے لوگ ضدی ہو گئے۔ وہ ہو کر دہی جاری رکھتے، غربیوں کو تکلیف دیتے اور حضرت

شعیب کی باتوں پر ہستے۔ وہ کہتے:

"شعیب صرف دھمکی دیتا ہے۔ ہمیں کچھ نہیں ہو گا!"

لیکن ایک دن سب کچھ بدل گیا۔ آسمان پر بادل چھا گئے۔ فضائیں عجیب سی گھٹن اور بے چینی پھیل گئی۔ حضرت شعیب نے فرمایا:

"یہ اللہ کی طرف سے تنبیہ ہے۔ اب بھی وقت ہے، توبہ کرلو!"

مگر لوگ مزاح کرتے رہے۔ انہوں نے کہا:

"یہ تو گرمی ہے، ہم نے اس سے زیادہ دیکھی ہے!"

پھر اچانک ایک خوفناک دن آیا۔ آسمان کالا ہو گیا۔ ایک زوردار لزلہ آیا۔ زمین ہلنے لگی۔

مدیان کے گھر دھول میں بدل گئے۔ وہ سب تباہ ہو گئے جنہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی بات نہ مانی۔ ان کی چیخیں زمین میں دب گئیں۔

صرف حضرت شعیب اور وہ لوگ جو اللہ کی اطاعت کرتے تھے، محفوظ رہے۔ اللہ نے انہیں

عذاب سے بچا لیا۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا:
 "اے میری قوم! میں نے تمہیں سمجھایا، مگر تم نے اللہ کی بات نہ مانی۔"

سبق

حضرت شعیب علیہ السلام کی کہانی ہمیں ایمانداری، صبر، حق گوئی اور اللہ پر بھروسہ کا درس دیتی ہے۔ یہ کہانی ہمیں یاد لاتی ہے کہ دھوکہ، ظلم اور شرک انسان کو تباہ کر دیتے ہیں، اور اللہ نیک لوگوں کی حفاظت فرماتا ہے۔

حوالہ جات

- قرآن کریم : سورہ ہود (آیات 84-95)
- قرآن کریم : سورہ اعراف (آیات 85-93)
- حدیث : صحیح مسلم، حدیث نمبر 2877
- سیرت : ابن کثیر، فضیل الانبیاء، صفحہ 185-190

1. حضرت شعیب علیہ السلام کس قوم کے نبی تھے؟
2. مدینا کے لوگ تجارت میں کیا غلطی کرتے تھے؟
3. حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو کیا نصیحت کرتے تھے؟
4. کن لوگوں نے حضرت شعیب کی بات مان لی تھی؟
5. مدینا کے لوگوں کو کس قسم کا عذاب آیا؟
6. حضرت شعیب علیہ السلام نے عذاب سے پہلے اپنی قوم سے کیا کہا تھا؟

(13)

* حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مجھاتی زندگی *

کئی سال پہلے مصر نامی ملک میں ایک نبی پیدا ہوئے جن کا نام حضرت موسیٰ علیہ السلام تھا۔ اس وقت مصر پر فرعون نامی بادشاہ حکومت کرتا تھا، جو بہت ظالم اور خود پسند تھا۔ اس نے بنی اسرائیل پر ظلم کیا، انہیں غلام بنالیا اور ان سے سخت مشقت کرواتا۔

ایک دن فرعون کو خبر ملی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جو اس کی سلطنت کو ختم کر دے گا۔ فرعون خوفزدہ ہو گیا اور حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے تمام نو مولود لڑکوں کو قتل کر دیا جائے۔ حضرت موسیٰ کی والدہ بہت پریشان ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں وحی کی کہ موسیٰ کو ایک ٹوکری میں رکھ کر دریا یا نہیں میں چھوڑ دو، ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ انہوں نے روتے ہوئے موسیٰ کو ٹوکری میں رکھا اور دریا میں چھوڑ دیا۔ حضرت موسیٰ کی بہن دور سے ٹوکری کو دیکھتی رہیں۔

ٹوکری فرعون کے محل کے قریب جا پہنچی۔ فرعون کی بیوی آسمیہ نے ٹوکری دیکھی اور موسیٰ کو پایا۔ اس نے موسیٰ کی مسکراہٹ دیکھی اور دل میں محبت آگئی۔ اس نے فرعون سے کہا:

"یہ بچہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو۔"

فرعون نے اجازت دے دی، اور اس طرح حضرت موسیٰ کی پروردش فرعون کے محل میں ہوئی۔

جب حضرت موسیٰ بڑے ہوئے تو وہ مغضبوط، عقلمند اور نیک بن گئے۔ انہوں نے بنی اسرائیل پر ہونے والے ظلم کو دیکھا۔ ایک دن انہوں نے دیکھا کہ ایک مصری ایک بنی اسرائیلی کو مار رہا ہے۔ حضرت موسیٰ نے مظلوم کو بچانے کی کوشش کی اور غلطی سے مصری کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر فرعون تک پہنچی، اس نے حضرت موسیٰ کو گرفتار کرنے کے لیے آدمی بھیج۔ حضرت موسیٰ نے مصر چھوڑ دیا اور مدیان کی طرف روانہ ہو گئے۔

مدیان میں حضرت موسیٰ ایک کنویں کے پاس آرام کر رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ دو لڑکیاں اپنی بھیڑوں کو پانی پلانے کے لیے انتظار کر رہی ہیں۔ حضرت موسیٰ نے ان کی مدد کی۔ لڑکیوں کے والد نے حضرت موسیٰ کو بلافایا، اور ان کی بیٹی سے نکاح کی پیشکش کی۔ حضرت موسیٰ نے صفورہ سے شادی کی اور دس سال مدیان میں قیام کیا۔

ایک دن حضرت موسیٰ اپنے خاندان کے ساتھ سفر پر تھے۔ انہوں نے کوہ طور پر ایک آگ دیکھی۔ جب وہ قریب گئے تو ہاں سے اللہ کی آواز آئی:

"اے موسیٰ! میں تیرا رب ہوں۔ میں نے تجھے بنی بنا یا ہے۔ فرعون کے پاس جا اور اسے میرا پیغام پہنچا۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو دو معجزے عطا کیے:

- ان کی چھڑی سانپ بن گئی

- ان کا ہاتھ چمکنے لگا

حضرت موسیٰ گھبرا گئے، مگر اللہ نے فرمایا:

"مت ڈرو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

حضرت موسیٰ مصر واپس آئے اور فرعون کے دربار میں جا کر کہا:

"اے فرعون! بنی اسرائیل کو آزاد کرو اور صرف اللہ کی عبادت کرو۔"

فرعون غرور سے مسکرا یا اور کہا:

"میں تمہارا سب سے بڑا ب ہوں!"

حضرت موسیٰ نے اپنی چھڑی زمین پر چینکی، جو سانپ بن گئی اور فرعون کے چادو گروں کا جادو نکل گئی۔ مگر فرعون صدمی رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر عذاب نازل کیے:

- خون
- مینڈک
- جوئیں
- مٹیاں
- سیالاب

مگر فرعون پھر بھی نہ مانا۔

پھر اللہ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو لے کر مصر چھوڑ دو۔ حضرت موسیٰ رات کے وقت بنی اسرائیل کو لے کر نکلے۔ فرعون نے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ حضرت موسیٰ کے سامنے بحیرہ قلزم (Red Sea) تھا اور پیچے فرعون۔

حضرت موسیٰ نے اللہ سے دعا کی۔ اللہ نے فرمایا:

"اپنی چھڑی کو سمندر پر مارو۔"

جب حضرت موسیٰ نے چھڑی ماری تو سمندر پھٹ گیا اور درمیان میں خشک راستہ بن گیا۔ حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل اس راستے سے گزر گئے۔ جب فرعون نے تعاقب کیا تو سمندر دوبارہ مل گیا اور فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہو گیا۔

حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو کوہ طور پر لے جا کر اللہ کا یقیناً دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تورات عطا کی۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا:

"اللہ کی اطاعت کرو، وہی ہے جس نے تمہیں نجات دی۔"

سبق

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہمیں ایمان، صبر، بہادری اور اللہ پر بھروسہ کا درس دیتی ہے۔ وہ ظلم کے خلاف حق کی آواز بلند کرتے رہے، اور اللہ نے انہیں فتح عطا فرمائی۔

حوالہ جات

- قرآن کریم : سورہ الاعراف (آیات 103-137)
- قرآن کریم : سورہ طہ، سورہ فصل
- حدیث : صحیح بخاری، حدیث نمبر 3390
- سیرت : ابن کثیر، فصل الانبیاء، صفحہ 195-210

1. حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بچانے کے لیے ان کی والدہ نے کیا کیا تھا؟
2. حضرت موسیٰ کی پرورش کہاں ہوئی؟
3. حضرت موسیٰ نے مدیان میں کن کی مدد کی تھی؟
4. اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو کون سے دو معجزے عطا کیے تھے؟
5. حضرت موسیٰ نے سمندر کو کیسے پار کیا؟
6. فرعون کا نجام کیا ہوا تھا؟

(14)

* حضرت ہارون علیہ السلام کی زندگی اور قربانی

کئی سال پہلے مصر میں ایک نبی رہتے تھے جن کا نام حضرت ہارون علیہ السلام تھا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے۔ حضرت ہارون نہایت پر سکون، صاف دل، مہربان اور صبر کرنے والے انسان تھے۔ ان کی گفتگو میں اثر تھا، اور لوگ ان کی بات توجہ سے سنتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ کے ساتھ بنی اسرائیل کی ہدایت کی ذمہ داری سونپی۔ ان کی کہانی حضرت موسیٰ کے قصے سے جڑی ہوئی ہے، لیکن ان کی ذاتی قربانی اور کردار بھی بہت اہم ہے۔

حضرت ہارون اس وقت پیدا ہوئے جب فرعون نے بنی اسرائیل پر ظلم شروع کر کھاتھا۔ وہ اپنے چھوٹے بھائی موسیٰ سے بہت محبت کرتے تھے۔ جب حضرت موسیٰ فرعون کے محل میں پورش پا رہے تھے، حضرت ہارون بنی اسرائیل کے درمیان مصر میں ہی موجود تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کے دکھ درد کو دیکھا اور اللہ سے دعا کی کہ انہیں نجات ملے۔

جب حضرت موسیٰ مدیان کی طرف روانہ ہوئے، حضرت ہارون مصر میں ہی رہے اور بنی اسرائیل کو تسلی دیتے رہے۔ وہ کہتے:

"اللہ ہمیں آزاد کرے گا، صبر کرو۔"

جب حضرت موسیٰ واپس مصر آئے اور اللہ نے انہیں نبوت عطا فرمائی، تو حضرت موسیٰ نے اللہ سے دعا کی:

"اے میرے رب! میری زبان میں گرہ ہے، میرے بھائی ہارون کو میرے ساتھ نبی بنادے،
وہ زیادہ فصح اللسان ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی دعا قبول فرمائی اور حضرت ہارون کو بھی نبوت عطا کی۔ اللہ نے
فرمایا:

"اے موسیٰ! تم اور تمہارا بھائی ہارون میرے پیغام کے ساتھ فرعون کے پاس جاؤ۔"
حضرت ہارون خوشی سے حضرت موسیٰ کے ساتھ فرعون کے محل میں گئے۔ دونوں نے فرعون
سے کہا:

"اے فرعون! بنی اسرائیل کو آزاد کرو اور صرف اللہ کی عبادت کرو۔"

حضرت ہارون کی باتیں دلنشیں تھیں، مگر فرعون نے تکبر سے کہا:

"میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں!"

حضرت موسیٰ نے اپنا مجزہ دکھایا: ان کی چھٹری سانپ بن گئی۔ حضرت ہارون نے اللہ کی
وضاحت کی اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا۔ مگر فرعون اور اس کے درباری نہ مانے۔
حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے شانہ بشانہ رہے۔ وہ بنی اسرائیل کو ہمت دیتے اور کہتے:
"اللہ ہماری حفاظت کرے گا۔"

جب حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے ساتھ بھیڑہ قلزم عبور کر رہے تھے، حضرت ہارون بھی ان
کے ساتھ تھے۔ انہوں نے لوگوں کو پر سکون رکھا اور اللہ پر بھروسہ دلایا۔

لیکن حضرت ہارون کی زندگی میں ایک بڑا متحان آیا۔ جب حضرت موسیٰ تو پھاٹپر تورات لینے
گئے، تو انہوں نے حضرت ہارون کو بنی اسرائیل کی غمہ بانی سونپی۔ کچھ لوگوں نے کہا:
"ہمیں موسیٰ نظر نہیں آتے، ہمیں ایک معبد بنادو۔"

سامری نامی شخص نے سونے سے ایک پچھڑا بنا یا جس میں آواز پیدا کی۔ لوگ اس کی عبادت کرنے لگے۔ حضرت ہارون نے انہیں منع کیا اور فرمایا:

"یہ گناہ ہے! صرف اللہ کی عبادت کرو۔"
مگر قوم نے ان کی بات نہ مانی۔

جب حضرت موسیٰ واپس آئے اور بت کو دیکھا، تو انہوں نے غصے میں حضرت ہارون سے کہا:

"تم نے انہیں کیوں نہ روکا؟"

حضرت ہارون نے وضاحت کی:

"میں نے انہیں روکا تھا، مگر وہ میری بات نہ مانے۔ مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں قوم بکھرنہ جائے۔"

حضرت موسیٰ نے قوم کو سزا دی اور انہیں توبہ کی طرف بلا یا۔ حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ کے ساتھ مل کر بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف واپس لا یا۔

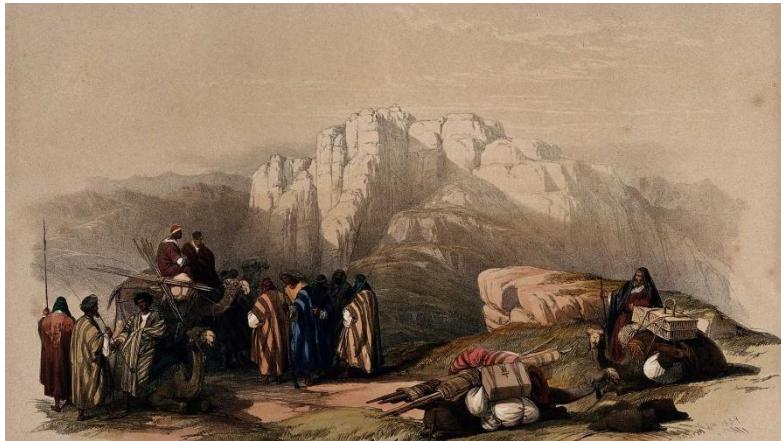
سبق

حضرت ہارون علیہ السلام کی زندگی ہمیں سکھاتی ہے کہ بھائی سے محبت، صبر، نرمی اور اللہ کی راہ میں مدد بہت اہم ہے۔ وہ ایک سچے نبی تھے جنہوں نے قوم کی اصلاح کے لیے قربانیاں دیں۔ ان کی زندگی ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اللہ ہمیشہ اپنے نبیوں کی مدد کرتا ہے۔

حوالہ جات

- **قرآن کریم :** سورہ طہ، سورہ اعراف (آیات 142–150)، سورہ قصص
- **حدیث :** صحیح مسلم، حدیث نمبر 2376
- **سیرت :** ابن کثیر، قصص الانبیاء، صفحہ 215–220

-
1. حضرت ہارون علیہ السلام کس نبی کے بڑے بھائی تھے؟
 2. حضرت ہارون کی گفتگو میں کیا خاص بات تھی؟
 3. حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کے لیے اللہ سے کیا دعا کی تھی؟
 4. حضرت ہارون نے فرعون سے کیا کہا تھا؟
 5. سامری نے کیا چیز بنائی تھی جس کی لوگ عبادت کرنے لگے؟
 6. حضرت ہارون نے قوم کو بت کی عبادت سے کیسے روکا؟
-



(15)

حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عجیب

سفر

کئی سال پہلے دنیا میں ایک پر اسرار شخصیت رہتی تھی جسے ہم حضرت خضر علیہ السلام کے نام سے جانتے ہیں۔ وہ اللہ کے ایک خاص بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے رحمت اور خاص علم عطا فرمایا تھا۔ ان کی کہانی عام نبیوں کی طرح نہیں، بلکہ ایک خفیہ حکمت سے بھر پور ہے۔ ہم ان کا قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک عجیب و غریب سفر کے ذریعے جانتے ہیں، جو ہمیں سکھاتا ہے کہ اللہ کا منصوبہ انسان کی سمجھتے سے بالآخر ہوتا ہے۔

یہ قصہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا:

"زمین پر سب سے بڑا عالم کون ہے؟"

حضرت موسیٰ نے فرمایا:

"میں ہوں۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو سکھانا چاہا کہ علم صرف اللہ کے پاس کامل ہے۔ اللہ نے حضرت موسیٰ کو وحی کی:

"دو سمندروں کے سلگم پر جاؤ، وہاں تم میرے ایک بندے سے لوگے جسے ہم نے خاص علم عطا کیا ہے۔"

حضرت موسیٰ اپنے ساتھی یوشع بن نون کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئے۔ وہ اپنے ساتھ ایک مچھلی لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"جباں مچھلی غائب ہو جائے، وہی مقام ملاقات ہے۔"

وہ دونوں سمندروں کے سنگم پر پہنچ اور ایک چٹان کے پاس آ رام کیا۔ وہاں مچھلی نے چٹان سے سمندر میں چھلانگ لگادی۔ یوشع نے یہ دیکھا، مگر حضرت موسیٰ کو بتانا بھول گئے۔ جب وہ آگے نکل گئے تو یوشع نے کہا:

"مچھلی چٹان سے غائب ہو گئی تھی!"

وہ واپس چلے گئے اور وہاں اللہ کے ایک بندے کو دیکھا، جنہیں اللہ نے خاص علم عطا کیا تھا۔ وہ حضرت خضر تھے۔

حضرت موسیٰ نے کہا:

"کیا میں آپ کے ساتھ رہ کر وہ علم سیکھ سکتا ہوں جو اللہ نے آپ کو عطا کیا ہے؟"

حضرت خضر نے فرمایا:

"اے موسیٰ! تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ اور جب تک میں خود وضاحت نہ کروں، تم سوال نہ کرنا۔"

حضرت موسیٰ نے وعدہ کیا کہ وہ صبر کریں گے۔ پھر دونوں نے سفر کا آغاز کیا۔ پہلا واقعہ:

وہ ایک کشتی پر سوار ہوئے جو غریب لوگوں کی تھی۔ حضرت خضر نے کشتی میں سوراخ کر دیا۔ حضرت موسیٰ نے کہا:

"آپ نے کشتی کو نقصان کیوں پہنچایا؟ یہ تو غریبوں کی تھی!"

حضرت خضر نے فرمایا:

"میں نے کہا تھا کہ تم صبر نہیں کر سکو گے۔"

حضرت موسیٰ نے مغدرت کی اور وعدہ کیا کہ اب خاموش رہیں گے۔

دوسراؤاقعہ:

راستے میں انہوں نے ایک لڑکے کو دیکھا۔ حضرت خضر نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ نے کہا:

"آپ نے ایک معصوم جان کو بغیر کسی جرم کے قتل کر دیا؟"

حضرت خضر نے پھر وہی بات کہی:

"میں نے کہا تھا کہ تم صبر نہیں کر سکو گے۔"

حضرت موسیٰ نے کہا:

"اگر اب میں سوال کروں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں۔"

تیسرا واقعہ:

وہ ایک گاؤں میں پہنچ۔ وہاں کے لوگ مہمان نواز نہ تھے۔ انہوں نے حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کو کھانا تک نہ دیا۔ مگر حضرت خضر نے وہاں ایک ٹوٹی ہوئی دیوار دیکھی اور اسے درست کر دیا۔ حضرت موسیٰ نے کہا:

"آپ نے ان کے لیے کام کیا، مگر انہوں نے ہمیں کچھ نہ دیا۔ آپ چاہتے تو اس کام کا معاوضہ لے سکتے تھے۔"

تب حضرت خضر نے فرمایا:

"یہ ہے ان بالتوں کی حقیقت جن پر تم صبر نہ کر سکے۔"

پھر حضرت خضر نے تینوں واقعات کی حکمت بیان کی:

1. کشتی میں سوراخ اس لیے کیا تاکہ ظالم پادشاہ اسے نہ لے جائے۔ وہ صرف صحیح کشتیوں کو بچنے میں لیتا تھا۔
2. لڑکے کو اس لیے قتل کیا کہ وہ بڑا ہو کر اپنے نیک والدین کو گمراہ کرتا۔ اللہ ان کو اس کے بد لے پا کیزہ اولاد عطا کرے گا۔
3. دیوار کے نیچے دو یتیم بچوں کا خزانہ تھا۔ اگر دیوار گرجاتی تو لوگ خزانہ چوری کر لیتے۔ اللہ چاہتا تھا کہ وہ بچے بڑے ہو کر اپنا حق خود حاصل کریں۔
حضرت موسیٰ نے جیرت سے سناؤر سمجھ گئے کہ اللہ کی حکمت انسان کی عقل سے کہیں بلند ہے۔

سبق

حضرت خضر علیہ السلام کی کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ صبر، عاجزی اور اللہ پر بھروسہ ضروری ہے۔ ہر واقعہ میں اللہ کی چیزی ہوئی رحمت ہوتی ہے، چاہے وہ ظاہر تکلیف ہو۔ حضرت خضر اللہ کے ایک خاص بندے تھے، جنہیں علمِ لدنی عطا ہوا، اور ان کا عمل اللہ کے منسوبے کے مطابق تھا۔

حوالہ جات

- قرآن کریم : سورہ کہف (آیات 60-82)
- حدیث : صحیح بناری، حدیث نمبر 3405
- سیرت : ابن کثیر، فضل الانبیاء، صفحہ 225-230

1. حضرت موسیٰ کو حضرت خضر سے ملنے کا اشارہ کہاں ملا تھا؟
 2. حضرت موسیٰ کے ساتھ سفر پر کون تھا؟
 3. حضرت خضر نے کشتی میں کیا کیا تھا؟
 4. حضرت خضر نے لڑکے کو کیوں قتل کیا؟
 5. حضرت خضر نے گاؤں میں دیوار کیوں ٹھیک کی؟
 6. حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کو کیا نصیحت کی تھی سفر کے آغاز میں؟
-



(16)

* حضرت ایوب علیہ السلام کی صبر بھری زندگی

کئی سال پہلے ایک خوبصورت علاقے میں حضرت ایوب علیہ السلام نامی نبی رہتے تھے۔ وہ اللہ کے محبوب بندے تھے۔ حضرت ایوب نہایت امیر، مہربان اور ایماندار تھے۔ ان کے پاس وسیع زینیں، چلوں کے باغات، بے شمار بھیڑ بکریاں اور ایک بڑا خانہ ان تھا۔ ان کی بیوی (روايات کے مطابق) رحمت (اور بچے ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت ایوب ہر روز اللہ کا شکر ادا کرتے، مسکینوں کو کھانا کھلاتے، تیموں کی دیکھ بھال کرتے اور رات کو عبادت میں مشغول رہتے۔ مگر ان کا سب سے بڑا سرمایہ ان کا ایمان تھا۔

حضرت ایوب کی زندگی خوشیوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہ کھیتوں میں کام کرتے، پھوٹ کے ساتھ وقت گزارتے اور لوگوں کی مدد کرتے۔ ان کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہست رہتی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک عظیم امتحان میں مبتلا کیا۔

روايات کے مطابق شیطان نے اللہ سے کہا:

"ایوب تیر اشکر اس لیے ادا کرتا ہے کہ اسے سب کچھ ملا ہے۔ اگر تو اس سے سب کچھ لے لے، تو وہ تیر انام بھول جائے گا۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ایوب کا ایمان مضبوط ہے، تم اسے آزماؤ، مگر اس کی جان نہ لینا۔"

پھر حضرت ایوب کی زندگی میں آزمائشوں کا سلسلہ شروع ہوا۔

پہلے طوفان آیا، جس نے ان کی فصلیں اور باغات تباہ کر دیے۔ •

• پھر چوروں نے ان کی بھیڑ کبریاں لوٹ لیں، اور خادم فوت ہو گئے۔

• حضرت ایوب نے کہا:

"جو کچھ اللہ نے دیا، وہ لے لیا۔ میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔"

پھر ایک دن ان کے تمام بچے ایک گھر میں جمع تھے۔ اچانک طوفان آیا اور گھر گر گیا۔ سب بچے فوت ہو گئے۔ حضرت ایوب کا دل غم سے بھر گیا۔ وہ زمین پر بیٹھ گئے اور فرمایا:
"اے اللہ! تو نے مجھے اولاد دی، اور تو نے واپس لے لی۔ میں تجھ ہی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔"

پھر حضرت ایوب کو ایک شدید بیماری لاحق ہو گئی۔ ان کا جسم زخموں سے بھر گیا، وہ کمزور ہو گئے۔ لوگ انہیں چھوڑ گئے اور کہنے لگے:

"ایوب پر اللہ کا غضب نازل ہوا ہے۔"

مگر ان کی بیوی رحمت ان کے ساتھ رہیں۔ وہ ان کی خدمت کرتی رہیں، زخموں کو صاف کرتی، کھانا فراہم کرتی اور تعلیٰ دیتی تھیں۔ حضرت ایوب نے کبھی شکایت نہ کی، صرف اللہ سے دعا کرتے رہے:

"اے میرے رب! مجھے تکلیف پہنچی ہے، اور تو سب سے زیادہ حرم کرنے والا ہے۔"

(سورہ انیماء: 83)

کئی سال اسی حالت میں گزر گئے۔ ایک دن ان کی بیوی نے کہا:

"اے ایوب! اللہ سے شفاؤ کی دعا کریں۔"

حضرت ایوب نے مسکرا کر فرمایا:

"میں نے جتنے سال خوشی میں گزارے، اتنے ہی سال تکلیف میں گزارنے کے بعد ہی دعا کروں گا۔"

پھر انہوں نے فرمی سے دعا کی:

"اے میرے رب! مجھے تکلیف پہنچی ہے، اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کی دعا قبول فرمائی۔ فرمایا:

"اپنا پاؤں زمین پر مارو، یہ نہانے اور پینے کا ٹھنڈا اپانی ہے۔"

(سورہ ص: 42)

حضرت ایوب نے زمین پر پاؤں مارا، اور وہاں سے چشمہ پھوٹ پڑا۔ انہوں نے اس پانی سے غسل کیا اور پہیا۔ فوراً آن کے زخم ٹھیک ہو گئے، جسم مضبوط ہو گیا، اور وہ پھر سے جوان ہو گئے۔

حضرت ایوب نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں دو گناہ نعمتیں عطا فرمائیں:

- زمینیں، فصلیں اور مال

- نئی اولاد

- عزت اور محبت

لوگ واپس آئے اور کہنے لگے:

"اے ایوب! تو واقعی اللہ کا محبوب بندہ ہے۔"

حضرت ایوب نے فرمایا:

"اللہ نے مجھے آزمایا، اور پھر مجھ پر رحم فرمایا۔"

انہوں نے اپنی باقی زندگی اللہ کی عبادت میں گزاری۔ وہ اپنی قوم سے کہتے:

"اے میری قوم! اللہ کی اطاعت کرو، اس پر بھروسہ کرو۔ وہ اپنے بندوں کو کبھی نہیں

چھوڑتا۔"

سبق

حضرت ایوب علیہ السلام کی کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ صبر، شکر اور اللہ پر بھروسہ سب سے بڑی طاقت ہے۔ آزمائش کے بعد اللہ رحمت اور خوشی عطا فرماتا ہے۔ حضرت ایوب کا صبر ہم سب کے لیے ایک مثال ہے۔

حوالہ جات

- قرآن کریم : سورہ الانبیاء (آیات 83-84)
- قرآن کریم : سورہ حس (آیات 41-44)
- حدیث : صحیح بخاری، حدیث نمبر 3391
- سیرت : ابن کثیر، فضیل الانبیاء، صفحہ 235-240

1. حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس کون سی نعمتیں تھیں؟
2. حضرت ایوب نے آزمائشوں کے وقت کیا کہا؟
3. حضرت ایوب کو کون سی پیاری لاحق ہوئی تھی؟
4. حضرت ایوب کی بیوی نے ان کی خدمت کیسے کی؟
5. حضرت ایوب نے شفакے لیے کیا دعا کی تھی؟
6. اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کو شفا کیسے عطا فرمائی؟

(17)

﴿ حضرت یونس علیہ السلام کی مکمل درست شدہ کہانی ﴾

کئی سال پہلے نینوا نامی ایک بڑے شہر میں یونس نامی ایک نبی رہتا تھا۔ نینوا ایک معروف شہر تھا، جہاں لوگ تجارت کرتے تھے، بڑے گھروں میں رہتے تھے، اور بازار میں ہنستے اور خوشی سے اپنا وقت گزارتے تھے۔ لیکن اس شہر کے لوگ خدا کو بھول گئے تھے۔ انہوں نے گناہ کے کام کیے جیسے جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا اور ایک دوسرے کو تکلیف پہنچانا۔ ان کے دل پتھروں کی طرح سخت ہو گئے تھے۔

پھر اللہ نے یونس علیہ السلام کو ان کے پاس نبی بنانے کا بھیجا۔ یونس پر سکون اور بہادر تھا۔ اس کی باتوں میں سچائی تھی اور اس کی آنکھوں میں مہربانی کا نور تھا۔ وہ نینوا کے بازار میں کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

"اے میری قوم! اس گناہ کو ترک کر دو۔ صرف خدا کی عبادت کرو۔ اس نے تمہیں یہ شہر اور زندگی دی ہے۔ اس سے تو بہ کرو۔"

لیکن لوگوں نے ان کی بات نہیں سنی۔ وہ مسکرائے اور کہنے لگے،

"یونس، تم صرف ڈرتے ہو۔ ہم اپنی زندگی خود گزاریں گے۔"

یونس نے دن رات کو شش کی لیکن لوگوں نے اس کا نذاق اٹایا۔

یونس کو آخر کار مایوسی ہوتی۔ اس نے سوچا،

"یہ لوگ کبھی خدا کی اطاعت نہیں کریں گے۔"

اس نے اللہ کی اجازت کے بغیر نینوا چھوڑ دیا۔ وہ ایک کشتی میں سوار ہوا اور سمندر کی طرف چلا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اسے سکھانا چاہتے تھے۔

کشتی سمندر کے وسط میں پہنچی اور طوفان میں پھنس گئی۔ اہروں نے کشتی کو بہانا شروع کر دیا۔ ملاح ڈر گئے اور کہنے لگے،

"یہ طوفان کسی کے گناہوں کی وجہ سے آیا ہے۔ ہم قرعہ اندازی کریں گے تاکہ معلوم ہو کہ کون قصور وار ہے۔"

یونس کا نام قرعہ میں آیا۔ یونس سمجھ گیا کہ یہ اللہ کی طرف سے نشانی ہے۔ اس نے کہا:

"مجھے سمندر میں پھینک دو، طوفان رک جائے گا۔"

مالا جوں نے اسے سمندر میں پھینک دیا۔ طوفان رک گیا۔

لیکن یونس کی کہانی یہیں ختم نہیں ہوتی۔ اللہ نے ایک بڑی مچھلی کو حکم دیا، اور اس نے یونس کو نگل لیا۔ یونس مچھلی کے پیٹ میں اندھیرے میں لیٹا ہوا تھا۔ وہ خوفزدہ تھا، لیکن اللہ سے دعا کرتا تھا۔ اس نے کہا:

"اے اللہ! میں نے غلطی کی ہے۔ میں تیرے حکم کی تعییل کیے بغیر شہر سے نکل گیا۔ مجھے معاف کر دے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔"

اس نے دل سے یہ دعا کی:

لَإِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي أُنْتَ مِنَ الظَّالِمِينَ

(سورۃ الانبیاء، آیت 87)

یہ دعا اس کے دل کی فریاد تھی۔ اللہ نے یونس کی توبہ قبول کر لی۔ اس نے مچھلی کو حکم دیا کہ یونس کو سمندر کے کنارے چھوڑ دے۔ مچھلی نے یونس کو ساحل پر پھینک دیا۔ یونس کمزور ہو گیا

تحا۔ وہ ایک خالی جگہ پر لیٹا ہوا تھا۔ اللہ نے اس کے لیے ایک کدو کا درخت اگایا۔ درخت کے سایہ نے یونس کو تسلی دی۔

یونس آہستہ آہستہ صحت یاب ہو گیا۔ اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یونس کو نینوا واپس جانے کا حکم دیا۔ یونس شہر واپس آگیا۔ اس نے کہا:

"اے میری قوم! اللہ سے توبہ کرو وہ تمہیں معاف کر دے گا۔ اگر تم توبہ نہ کرو گے تو اللہ کا عذاب آئے گا۔"

اب نینوا کے لوگ اس کی بات سن رہے تھے۔ وہ خوفزدہ ہو گئے اور اللہ سے معافی مانگی۔ انہوں نے گناہ چھوڑ دیے۔ اللہ نے انہیں معاف کر دیا اور عذاب سے بچا لیا۔

یونس خوش ہوا۔ اسے احساس ہوا کہ اللہ کے حکم سے فرار کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس کی کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ جب ہم غلطی کرتے ہیں تو توبہ کریں۔ اللہ بخشنے والا ہے، وہاپنے بندوں کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ یونس کی دعا ہمیں یاد دلاتی ہے کہ مصیبت کے وقت ہمیں اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔

حوالہ جات:

• قرآن کریم : سورۃ الانبیاء (آیت 87-88)، سورۃ الصافات (آیت 139)۔

(148)

• حدیث : صحیح بخاری، حدیث نمبر 3395

• سیرت : ابن کثیر، تقصیف الانبیاء، صفحہ 245-250

1. حضرت یونس علیہ السلام کس شہر کے بنی تھے؟

2. حضرت یونس نے اپنی قوم کو کیا نصیحت کی تھی؟
 3. حضرت یونس کو کس وجہ سے کشتی سے سمندر میں پھینکا گیا؟
 4. حضرت یونس مجھل کے پیٹ میں کیا دعا پڑھتے تھے؟
 5. اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس کے لیے ساحل پر کون سادرخت اگایا؟
 6. نیوا کے لوگوں نے آخر میں کیا کیا جس سے وہ عذاب سے بچ گئے؟
-



(18)

ب) حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی مکمل درست شدہ کہانی

کئی سال پہلے ایک پر سکون گاؤں میں ذوالکفل نامی ایک نیک بندہ رہتا تھا۔ وہ اللہ کے محبوب اور صابر بندوں میں سے تھے۔ ذوالکفل کی کہانی تھوڑی مختصر ہے، لیکن یہ ہمیں سکھاتی ہے کہ فرض ادا کرنا، انصاف کرنا اور صبر کرنا اتنا ضروری ہے۔ ان کے نام کا مطلب ہے "زمہ داری اٹھانے والا" کیونکہ انہوں نے ہمیشہ اللہ کے احکامات اور لوگوں کے حقوق کو پورا کیا۔

ذوالکفل عقلمند، مہربان اور پر سکون تھے۔ ان کا گاؤں ہرے بھرے کھیتوں، چلوں کے باگات اور چھوٹے چشمیوں سے گھرا ہوا تھا۔ گاؤں کے لوگ ان کی بہت عزت کرتے تھے، کیونکہ وہ ہمیشہ سچ بولتے تھے، غریبوں کو کھانا کھلاتے تھے، بچوں کے ساتھ ہنسنے اور گپ شپ کرتے تھے۔ لیکن گاؤں کے کچھ لوگ اللہ کو بھول گئے تھے۔ انہوں نے چوری، دھوکہ دیا اور ایک دوسرے کے ساتھ نا انصافی جیسے گناہوں کا ارتکاب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ذوالکفل کو ان کے درمیان ایک نیک اور صابر رہنماء کے طور پر مقرر فرمایا۔

ذوالکفل گاؤں کے وسط میں کھڑے ہوئے اور کہا:

"اے میری قوم! اللہ کی اطاعت کرو۔ اس نے تمہیں یہ فصل، یہ پانی، یہ زندگی دی ہے۔ اپنے گناہوں کو چھوڑ کر اس کی طرف لوٹ آؤ۔"

ان کی باتوں میں اتنی طاقت تھی کہ کچھ لوگوں نے ان کی بات سنی۔ انہوں نے توبہ کی اور اللہ کی راہ میں لوٹ آئے۔ لیکن کچھ لوگ ضدی تھے۔ انہوں نے کہا:

"ذوالکفل، تم صرف دھمکی دیتے ہو۔ ہم اپنے راستے پر چلیں گے۔"

ذوالکفل نے صبر کیا۔ انہوں نے دن رات لوگوں کو سمجھایا۔

ذوالکفل کی زندگی کا ایک بڑا امتحان ان کی ذمہ داری نجحانے کی صلاحیت تھی۔ ایک روایت کے مطابق، حضرت مسیح علیہ السلام نے جانشین کے لیے تین شرطیں رکھی تھیں:

1. دن بھر روزہ رکھنا

2. رات بھر عبادت کرنا

3. کبھی غصہ نہ کرنا

ذوالکفل نے یہ ذمہ داری سنبھالی اور کہا:

"اے اللہ! میں تیرے احکامات پر عمل کروں گا۔"

وہ دن رات عبادت کرتے تھے، نماز پڑھتے، قرآن کی تلاوت کرتے اور اللہ سے دعائیں لگاتے۔

شیطان نے انہیں سونے کی ترغیب دی، سرگوشی کی:

"ذوالکفل، ہوڑی نیند لے لو، کوئی نہیں دیکھ رہا۔"

لیکن ذوالکفل ہارے نہیں۔ انہوں نے صبر کیا اور اپنی عبادت جاری رکھی۔ اللہ ان کے صبر اور

خدمت سے خوش ہوا۔ اس نے ذوالکفل کو زیادہ علم اور عزت عطا فرمائی۔

ایک بار ذوالکفل کو اپنے گاؤں کا جو مقرر کیا گیا۔ وہ ہمیشہ منصفانہ فیصلہ کرتے تھے۔ ایک دن دو

آدمی جھگڑتے ہوئے ان کے پاس آئے۔ ایک نے کہا:

"اس آدمی نے میری زمین لے لی۔"

دوسرے نے کہا:

"نہیں، یہ زمین میری ہے!"

ذوالکفل نے ان سے ثبوت مانگا۔ انہوں نے گاؤں کے بزرگوں سے بات کی اور زمین کے

کاغذات دیکھے۔ آخر کار انہوں نے حق دار کے حق میں فیصلہ سنایا۔ جس آدمی کے پاس زمین تھی، اسے اپنی زمین واپس مل گئی۔ جب لوگوں نے ان کا انصاف دیکھا تو کہنے لگے:

"ذوالکفیل اللہ کے نیک بندے ہیں، وہ کبھی متعصب نہیں ہوتے۔"

ذوالکفیل کا ایک اور بڑا کام اپنی قوم کو اللہ کی راہ کی طرف بلانا تھا۔ وہ گاؤں کے بچوں کو کہانیاں سناتے اور کہتے:

"بچو! ہمیشہ سچ بولو، اللہ سچ لوگوں کو پسند کرتا ہے۔"

وہ غریبوں کے لیے کھانا جمع کرتے اور بیماروں کی عیادت کرتے۔ ان کا گاؤں آہستہ آہستہ اللہ کی طرف لوٹ آیا۔ جن لوگوں نے پہلے گناہ کیے تھے، وہ توبہ کرنے لگے۔ ذوالکفیل کے صبر اور مہربانی نے گاؤں کو ایک بار پھر پر امن بنادیا۔

جب ذوالکفیل بوڑھے ہوئے تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

"اللہ کو کبھی نہ بھولنا۔ اس کے احکام پر عمل کرو اور ایک دوسرا پر حرم کرو۔"

وہ امن سے دنیا سے رخصت ہوئے۔ اللہ نے انہیں جنت میں جگہ دی۔ ذوالکفیل کی کہانی ہمیں سمجھاتی ہے کہ ذمہ داری پوری کرنی پڑتی ہے، چاہے وہ مشکل ہی کیوں نہ ہو۔ وہ صبر کرنے والے، انصاف کرنے والے اور اللہ کے محبوب بندے تھے۔ ان کی زندگی ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے، لیکن ان کی مدد بھی کرتا ہے۔

حوالہ جات:

- قرآن کریم :

- سورۃ الانیاء، آیت 85-86

◦ سورۃ مس، آیت 48

◦ حدیث و تفسیر:

◦ تفسیر ابن کثیر، سورۃ الانبیاء، آیت 85-86

◦ سیرت:

◦ ابن کثیر، فضح الانبیاء، صفحہ 255-260

1. حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا نام کیا مطلب رکھتا ہے؟
2. حضرت ذوالکفل نے اپنی قوم کو کیا نصیحت کی تھی؟
3. حضرت ذوالکفل نے کون سی تین شرطیں پوری کی تھیں؟
4. حضرت ذوالکفل کو گاؤں میں کون سی ذمہ داری دی گئی تھی؟
5. حضرت ذوالکفل نے بچوں کو کیا سکھایا؟
6. اللہ تعالیٰ نے حضرت ذوالکفل کو آخر میں کیا انعام دیا؟



(19)

* حضرت الیاس علیہ السلام کی سچی اور سبق آموز کہانی *

کئی سال پہلے بن اسرائیل کے ایک شہر میں حضرت الیاس علیہ السلام نامی ایک نبی رہتے تھے۔ اس شہر کے لوگ کبھی اللہ کی راہ پر چلتے تھے، لیکن وقت کے ساتھ وہ گمراہی میں پڑ گئے۔ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا اور "بعل" نامی ایک بنت کی پوچھا شروع کر دی۔ وہ جھوٹ بولتے، چوری کرتے، اور غریبوں پر ظلم کرتے تھے۔ ان کا بادشاہ بھی ظالم اور سرکش تھا، جو بعل کی عبادت کرتا اور اللہ کے نبیوں کی بات نہیں مانتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو ان کی اصلاح کے لیے نبی بنانکر بھیجا۔ وہ نہایت بہادر، سچے اور اللہ کے محبوب بندے تھے۔ ان کے دل میں اللہ کی محبت تھی اور زبان پر سچائی کی روشنی۔ وہ شہر کے بیچوں تقیق کھڑے ہو کر پکارنے لگے:

"اے میری قوم! ان بے جان بتوں کی پوچھوڑو۔ صرف اللہ کی عبادت کرو، وہی تمہارا خالق ہے۔ اس سے تو بہ کرو اور سیدھی راحتیار کرو۔"

لیکن قوم نے ان کی باتوں کو مذاق سمجھا۔ کچھ لوگ ہنسنے لگے اور کہنے لگے:
"الیاس! کیا تم ہمارے دیوتا بن لے دیکھو؟ تم تو پاگل ہو گئے ہو!"

بادشاہ کے آدمیوں نے حضرت الیاس کو دھمکیاں دیں:

"خاموش ہو جاؤ، ورنہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا!"

مگر حضرت الیاس علیہ السلام نہ ڈرے، نہ پیچھے ہٹئے۔ وہ گلی گلی جا کر لوگوں کو سمجھاتے رہے:

"تم اس پتھر کی مورتی کو کیوں پوچھتے ہو؟ یہ نہ سنتی ہے، نہ بولتی ہے۔ اللہ ہی ہے جو تمہیں بارش دیتا ہے، فصلیں اگاتا ہے، اور زندگی بخشتا ہے۔ اسی کی اطاعت کرو!"
کچھ غریب لوگ اور بچے ان کی باقی پر ایمان لائے۔ وہ کہنے لگے:
"اے نبی خدا! ہم آپ کی بات مانیں گے۔"

لیکن بادشاہ اور اس کے پجارتی غضبناک ہو گئے۔ انہوں نے حضرت الیاس کو گرفتار کرنے کے لیے سپاہی بھیج۔ حضرت الیاس پیاراؤں کی طرف نکل گئے اور اللہ سے دعا کی:
"اے میرے رب! میری قوم کو ہدایت دے۔ انہیں سیدھی را د کھا۔"
اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ شہر میں بارش روک دی گئی۔ فصلیں سوکھ گئیں، چشم خشک ہو گئے، اور لوگ بھوک سے تڑپنے لگے۔ وہ بادشاہ کے پاس گئے اور کہنے لگے:
"بعل ہمیں کچھ نہیں دے رہا۔ ہم تباہ ہو رہے ہیں!"

بادشاہ نے کہا:

"یہ سب الیاس کی چال ہے! اسے تلاش کرو!"
حضرت الیاس علیہ السلام واپس شہر آئے اور بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا:
"اے بادشاہ! تیرا معبود تھے، بچا نہیں سکا۔ اب بھی وقت ہے، اللہ سے توبہ کرو!"
بادشاہ غصے میں تھا، لیکن لوگ خوفزدہ تھے۔ حضرت الیاس نے کہا:
"آؤ ایک آزمائش کرتے ہیں۔ تیرے پجارتی بعل سے دعا کریں کہ وہ آگ نازل کرے، اور میں اللہ سے دعا کروں گا۔ دیکھتے ہیں کون سچا ہے۔"

بادشاہ نے یہ چیلنج قبول کر لیا۔

شہر کے میدان میں دو قربان گاہیں بنائی گئیں۔ بعل کے پجارتیوں نے لکڑیاں جمع کیں اور سارا دن بعل کو پکارتے رہے:

"اے بعل! آگ نازل کر!"

لیکن کچھ نہ ہوا۔ لوگ حیران اور پریشان ہو گئے۔

پھر حضرت الیاس علیہ السلام آگے آئے۔ انہوں نے اللہ کے نام پر قربان گاہ تیار کی، لکڑیوں کے گرد پانی ڈالاتا کہ کوئی جادو کا الزام نہ لگاسکے۔ پھر انہوں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی:

"اے اللہ! تو ہی ہمارا رب ہے۔ ان لوگوں کو دکھادے کہ تو ہی واحد معبد ہے!"

اچانک آسمان سے آگ نازل ہوئی۔ اس نے لکڑیوں، پانی اور قربان گاہ کو جلا کر کھدیا۔ لوگ حیران رہ گئے اور پکارنے لگے:

"اللہ سچا ہے! الیاس سچ نبی ہیں!"

لوگوں نے توبہ کی، بتوں کو توڑ دیا، اور اللہ کی عبادت شروع کر دی۔ مگر بادشاہ اور اس کے پجاري ضدی رہے۔ وہ حضرت الیاس کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بچایا اور انہیں پہاڑوں میں پناہ دی۔ وہاں حضرت الیاس نے عبادت کی اور اللہ سے دعا کرتے رہے۔

اللہ نے بنی اسرائیل میں سے بہت سوں کو ہدایت دی۔

سبق

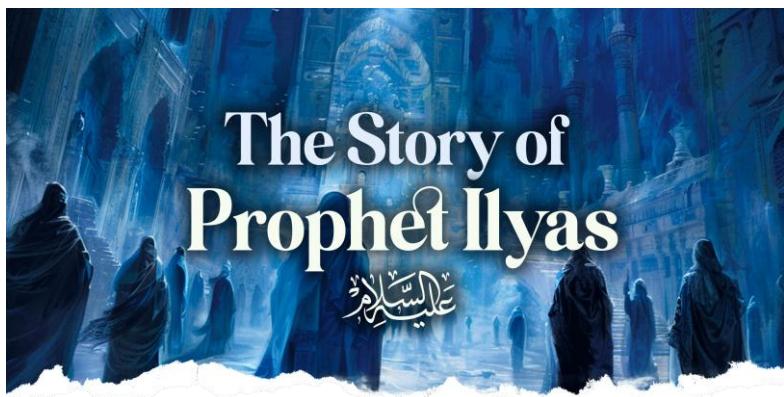
حضرت الیاس علیہ السلام کی کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ سچائی کے لیے ڈٹ جانا چاہیے، چاہے ساری دنیا مخالفت کرے۔ اللہ کے نبیوں کی راہ صبر، ہمت اور یقین کی راہ ہے۔ وہ خدا کے ایک بہادر، سچ اور محظوظ نبی تھے۔

اشارہ برائے مطالعہ

• قرآن کریم: سورہ صفات، آیات 123-132 •

- قرآن کریم: سورہ انعام، آیت 85
 - تفسیر ابن کثیر: سورہ صفات، آیت 123-132
 - فضیل الانبیاء از ابن کثیر، صفحہ 265-270
-

1. حضرت الیاس علیہ السلام کس قوم کے نبی تھے؟
 2. قوم نے کس بت کی پوچا شروع کر دی تھی؟
 3. حضرت الیاس نے اپنی قوم کو کیا نصیحت کی؟
 4. اللہ تعالیٰ نے بارش کیوں روک دی تھی؟
 5. حضرت الیاس نے قربان گاہ پر کیا مجرہ دکھایا؟
 6. لوگوں نے حضرت الیاس کا مجرہ دیکھ کر کیا کیا؟
-



(20)

* حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سچی اور سبق آموز کہانی *

کئی سال پہلے بنی اسرائیل کے ایک گاؤں میں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم نبی کو بھیجا، جن کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھا۔ وہ حضرت مریم علیہ السلام کے بیٹے تھے، اور اللہ نے انہیں بغیر باپ کے مجرمانہ طور پر پیدا فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یہسوس علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے، اور ان کا مشن تھا کہ بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف واپس بلاعین۔

اس وقت بنی اسرائیل کے لوگ ایک بار پھر گمراہی میں پڑ گئے تھے۔ کچھ لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے، کچھ غریبوں پر ظلم کرتے تھے، اور معاشرے میں جگڑے، ناالصافی اور فساد عام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے پاس بھیجا تاکہ وہ انہیں سیدھی راہ دکھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیات پر سکون، خلمند اور مہربان تھے۔ ان کے چہرے پر نور اور دل میں اللہ کی محبت تھی۔ وہ گاؤں کے وسط میں کھڑے ہو کر فرمایا کرتے:

"اے میری قوم! اللہ کی اطاعت کرو، وہی تمہارا خالق ہے۔ اپنے گناہوں کو چھوڑ دو اور اس سے توبہ کرو۔"

ان کے الفاظ نرم تھے، لیکن دلوں کو چھوڑ دینے والے۔ وہ بچوں کو سچائی، نماز اور اخلاق کی تعلیم دیتے۔ فرمایا کرتے:

"بچو! ہمیشہ سچ بولو، اللہ سچ بولنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

کچھ لوگوں نے ان کی بات سنی، توبہ کی اور اللہ کی راہ پر واپس آگئے۔ لیکن کچھ ضدی لوگ اپنے پرانے طریقوں پر قائم رہے۔ وہ کہنے لگے:

"عیسیٰ! ہم اپنے بزرگوں کے طریقے نہیں چھوڑیں گے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک بڑا کام اپنی قوم کو متحد کرنا تھا۔ وہ لوگوں کے جھگڑوں کو حل کرتے اور عدل و انصاف قائم کرتے۔ ایک دن دو پڑوسی ان کے پاس آئے۔ ایک نے کہا:
"یہ شخص میرے درخت سے پھل چوری کرتا ہے۔"

دوسرے نے کہا:

"نہیں، یہ پھل میرے درخت کا ہے!"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے درخت کا معاشرہ کیا، گاؤں کے بزرگوں سے مشورہ کیا، اور انصاف کے مطابق فیصلہ دیا۔ جب لوگوں نے ان کا عدل دیکھا تو کہنے لگے:

"واقعی حضرت عیسیٰ اللہ کے سچے رسول ہیں!"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام غریبوں کی مدد بھی کرتے تھے۔ ایک بار گاؤں میں خطپڑا۔ فصلیں نایاب تھیں، اور لوگ بھوک سے پریشان تھے۔ حضرت عیسیٰ نے اپنا کھانا غریبوں میں بانٹ دیا اور اللہ سے دعا کی:

"اے اللہ! میری قوم پر رحم فرم۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا تقبل فرمائی۔ آسمان سے بارش ہوئی، زمین نے فصلیں آگائیں، اور لوگ خوشحال ہو گئے۔ وہ کہنے لگے:

"ہم حضرت عیسیٰ کی دعاؤں سے نج گئے!"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلسل اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلاتے رہے۔ وہ فرماتے:
"اللہ کی اطاعت کرو، وہ تمہیں کبھی تہا نہیں چھوڑے گا۔"

انہوں نے پھوٹوں کو نماز سکھائی، غریبوں کو کپڑے اور کھانا دیا، اور ہر وقت صبر و محبت کا مظاہرہ کیا۔ ان کی نرمی اور حسن اخلاق سے لوگ آہستہ آہستہ اللہ کی راہ پر لوٹنے لگے۔

اسلامی عقیدے کے مطابق، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بوڑھا ہونے سے پہلے ہی آسمان پر زندہ اٹھالیا۔ وہ نہ مرے، نہ صلیب پر چڑھائے گئے، بلکہ اللہ نے انہیں اپنی حفاظت میں لے لیا۔ قیامت کے قریب وہ دوبارہ زمین پر آئیں گے اور حق و باطل کے درمیان فصلہ کریں گے۔

سبق

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ اللہ کی راہ میں کام کرنا، صبر کرنا، اور لوگوں کو محبت سے ہدایت دینا سب سے بڑی عبادت ہے۔ وہ اللہ کے سچے، مہربان اور عظیم نی تھے، جنہوں نے اپنی قوم کو عدل، رحم اور توحید کی طرف بلا�ا۔

اشارہ برائے مطالعہ

- قرآن کریم: سورہ النعام، آیت 86
- قرآن کریم: سورہ سعد، آیت 48
- قرآن کریم: سورہ نساء، آیات 157–158
- تفسیر ابن کثیر: سورہ النعام، آیت 86
- فضیل الانبیاء از ابن کثیر، صفحہ 275–280

1. حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام کیا تھا؟
2. حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا نصیحت کی؟
3. حضرت عیسیٰ نے پھوپھوں کو کون سی تعلیم دی؟

4. حضرت عیسیٰ نے دو پردوں سیوں کے جھگڑے کو کیسے حل کیا؟

5. قحط کے وقت حضرت عیسیٰ نے کیا کیا؟

6. اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو آخر میں کیا مقام عطا فرمایا؟



(21)

حضرت داؤد علیہ السلام کی کہانی

کئی سال پہلے بنی اسرائیل کے ایک شہر میں ایک نبی رہتا تھا جس کا نام داؤد تھا۔ وہ اللہ کے محبوب بندے، بہادر جنگجو اور انصاف پسند بادشاہ تھے۔ داؤد کی کہانی صرف جنگ اور فتح کے بارے میں نہیں ہے، بلکہ یہ ہمیں سکھاتی ہے کہ خدا پر بھروسہ کرنا، اس کی عبادت کرنا اور انصاف قائم رکھنا کتنا ضروری ہے۔ داؤد علیہ السلام کی آواز اتنی پیاری تھی کہ پہاڑ اور پرندے بھی ان کے ساتھ اللہ کی تسبیح کرتے تھے۔

داؤد کے زمانے میں بنی اسرائیل ایک مشکل صور تھا جس سے دوچار تھے۔ ان کا دشمن جالوت تھا، جو ایک طاقتور اور دیو قامت جنگجو تھا، اور اس کی قیادت میں ایک بڑی فوج بنی اسرائیل کو ڈر رہی تھی۔ بنی اسرائیل کا سردار طالوت تھا، جس نے ایک لشکر تیار کیا۔ داؤد اس وقت ایک نوجوان تھا، جو اپنے والد کی بھیڑ میں چرا یا کرتا تھا، لیکن اس کے دل میں ہمت، ایمان اور اللہ کی محبت تھی۔

ایک دن داؤد اپنے والد کے کہنے پر طالوت کی فوج میں کھانا لے کر گیا۔ وہاں اس نے جالوت کو سب کو چیلنج کرتے سن۔ جالوت نے کہا: "کیا کوئی ہے جو میرے مقابل آئے؟" "بنی اسرائیل میں سے کسی نے ہمت نہ کی۔ داؤد طالوت کے پاس گیا اور کہا: "میں جالوت سے لڑوں گا۔" طالوت حیران رہ گیا۔ اس نے کہا: "داؤد، تو ایک لڑکا ہے، اور جالوت ایک دیو قامت جنگجو!" داؤد نے جواب دیا: "اللہ میرے ساتھ ہے، اور میں اس پر بھروسہ کرتا ہوں۔"

داود میدان جنگ میں گیا۔ اس کے پاس صرف ایک غلیل اور چند بقیر تھے۔ جا لوٹ نے اسے دیکھ کر مذاق اڑایا۔ لیکن داؤد نے اللہ کے نام پر ایک بقیر غلیل سے پھینکا، جو جا لوٹ کے ماتھے پر لگا۔ جا لوٹ زمین پر گر گیا اور مر گیا۔ بنی اسرائیل نے خوشی سے نعرہ گا کا کہ داؤد جیت گیا ہے۔

اس فتح کے بعد داؤد بنی اسرائیل کا ہیر و بن گیا۔ طالوت نے اس کی عزت کی، اور بعد میں داؤد کو اللہ نے بادشاہ اور نبی بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد کو زبور عطا کی، جو اللہ کی حمد و شاپر مشتمل کتاب تھی۔ جب داؤد زبور کی تلاوت کرتے تو پہاڑ اور پرندے ان کے ساتھ شیخ کرتے۔ داؤد فرمایا کرتے "اے میری قوم! اللہ کا شکر ادا کرو، وہی ہے جو ہماری حفاظت کرتا ہے۔" داؤد ایک منصف نبی بھی تھے۔ ایک دفعہ دو آدمی ان کے پاس انصاف مانگنے آئے۔ ایک نے کہا "اے آدمی نے میری ایک بھیڑ لی۔" دوسرا نے کہا "نہیں، یہ میری ہے!" داؤد نے دونوں کی بات سنی، ثبوت دیکھے، اور حق کے مطابق فیصلہ دیا۔ لوگ کہتے تھے "داؤد واقعی اللہ کے نبی ہیں، وہ کبھی جانبداری نہیں کرتے۔"

داود کی زندگی میں ایک آزمائش آئی۔ ایک موقع پر انہوں نے جلد بازی میں فیصلہ دیا، جس پر اللہ نے انہیں تنبیہ کی۔ داؤد نے فوراً اللہ سے توبہ کی، روتے ہوئے کہا "اے اللہ! میں نے غلطی کی، مجھے معاف فرم۔" اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ داؤد نے اپنی باقی زندگی اللہ کی عبادت، انصاف اور قوم کی رہنمائی میں گزاری۔ وہ اپنی قوم سے فرمایا کرتے "اللہ کی اطاعت کرو، وہ معاف کرنے والا ہے۔"

حضرت داؤد علیہ السلام کی کہانی ہمیں سمجھاتی ہے کہ ایمان، بہادری، انصاف اور توبہ انسان کو اللہ کا محبوب بناسکتی ہے۔ وہ اللہ کے پیارے نبی تھے، جن کی زندگی ہر دور کے انسان کے لیے ایک مثال ہے۔

حوالہ جات:

- قرآن کریم : سورہ البقرہ (آیات 246-251)، سورہ مس (آیات 17-26)
- حدیث : صحیح بخاری، حدیث نمبر 3424
- سیرت : ابن کثیر، قصص الانبیاء، صفحہ 285-290

1. حضرت داؤد علیہ السلام کس قوم کے نبی تھے؟
2. جالوت کون تھا اور وہ کیا کر رہا تھا؟
3. داؤد علیہ السلام نے جالوت کو کیسے شکست دی؟
4. اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو کون سی کتاب عطا کی؟
5. حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ کون تشیع کرتا تھا؟
6. حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ سے کس موقع پر توبہ کی؟



(22)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی کہانی

کئی سال پہلے اسرائیل کی ایک بڑی سلطنت میں ایک نبی رہتا تھا جس کا نام سلیمان تھا۔ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ سلیمان نہ صرف ایک بادشاہ تھے بلکہ اللہ کے محبوب نبی بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا علم اور صلاحیت عطا فرمائی کہ وہ جانوروں، پرندوں اور یہاں تک کہ جنوں سے بھی بات کر سکتے تھے۔ ان کی کہانی یہیں سکھاتی ہے کہ علم، انصاف اور توکل کتنا ہم ہے۔

جب سلیمان جوان تھے تو انہوں نے اپنے والد داؤد علیہ السلام سے اللہ کا راستہ سیکھا۔ وہ بہت علم مند اور عقل مند تھے۔ داؤد علیہ السلام کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو بادشاہ اور نبی بنایا۔ انہوں نے دعا کی:

"اے سیرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطا فرماجو
سیرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو)" (سورہ ص: 35)

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور انہیں ایسی بادشاہی عطا کی جو بے مثال تھی۔ اللہ نے انہیں ہوا پر قابو، جنات کی خدمت، اور جانوروں کی زبان سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائی۔ سلیمان کی بادشاہی بہت خوشحال تھی۔ ان کے محل کو سونے، چاندی اور قیمتی اشیاء سے سجا گیا تھا۔ انہوں نے جنات کی مدد سے عبادات گاہیں، محاریب، بحیے، بڑے برتن اور دیگر بنوائیں، جیسا کہ سورہ سبا میں ذکر ہے۔

ایک دن وہ اپنی فوج کے ساتھ دورے پر نکلے۔ ان کی فوج انسانوں، جنوں اور پرندوں پر مشتمل تھی۔ راستے میں انہوں نے چیو نیوں کا ایک گروہ دیکھا۔ ایک چیو نی نے کہا:

"اے چیو نیو! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ، کہیں سلیمان اور اس کا شکر تمہیں بے خبری میں روند نہ ڈالے)" "سورہ نمل: 18)

سلیمان علیہ السلام چیو نی کی بات سن کر مسکرا دیے اور اللہ کا شکر ادا کیا:

"اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کروں"۔

سلیمان ایک انصاف پسند حج بھی تھے۔ ایک دفعہ دعورت میں ان کے پاس انصاف مانگنے آئیں۔ ایک نے کہا: "یہ بچہ میرا ہے۔" دوسری نے کہا: "نہیں، یہ میرا ہے!" سلیمان نے کہا: "بچے کو دو حصوں میں تقسیم کر دو۔" ایک عورت خاموش رہی، لیکن دوسری روتے ہوئے بولی: "نہیں! اسے قتل نہ کرو، اسے اس عورت کے حوالے کر دو۔" سلیمان کو فوراً سمجھا گیا کہ جو عورت بچے کی جان بچانا چاہتی ہے، وہی اس کی اصل ماں ہے۔ انہوں نے بچہ اسی کے حوالے کر دیا۔ لوگوں نے کہا: "سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے خاص علم عطا فرمایا ہے۔"

سلیمان علیہ السلام کی ایک اور مشہور کہانی ملکہ سبا کے ساتھ ہے۔ سبا کے ملک میں ایک ملکہ تھی جو سورج کی پوچا کرتی تھی۔ سلیمان نے اسے ایک خط بھیجا جس میں لکھا تھا:

"اللہ کے نام سے، جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ میرے سامنے سر جھکاؤ اور صرف اللہ کی عبادت کرو)" "سورہ نمل: 30-

(31)

ملکہ حیران رہ گئی۔ پہلے اس نے تحفہ بھیجا، لیکن سلیمان نے فرمایا:

"کیا تم مجھے مال سے خوش کرو گے؟ جو کچھ اللہ نے مجھے دیا ہے وہ بہتر

"ہے"

پھر ملکہ خود سلیمان کے دربار میں آئی۔ سلیمان نے جنات سے کہا کہ اس کا تخت لا یا جائے۔ جب وہ محل میں داخل ہوئی تو اس نے شیشے کافرش دیکھا جس کے نیچے پانی نظر آ رہا تھا۔ اس نے سمجھا کہ یہ پانی ہے، اور ادا پاگپتی پنڈ لیاں کھول دیں۔ سلیمان نے فرمایا:

"یہ شیشہ ہے"

ملکہ شرمائی اور کہا:

"میں اللہ پر ایمان لاتی ہوں اور سلیمان کے ساتھ اسلام قبول کرتی ہوں"۔

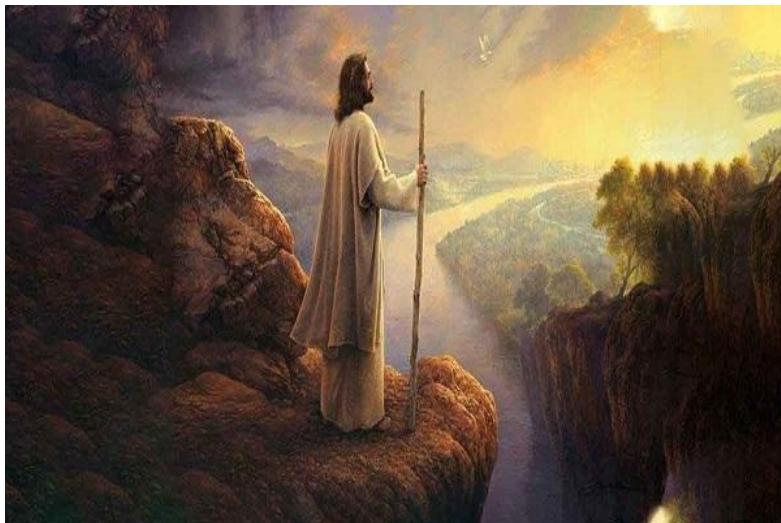
سلیمان علیہ السلام نے اپنی باقی زندگی اللہ کی عبادت، انصاف اور قوم کی رہنمائی میں گزاری۔ ان کی وفات اس حال میں ہوئی کہ جنات ان کی موت کو نہ جان سکے، یہاں تک کہ ان کی لامٹھی گرگئی اور جنات کو معلوم ہوا کہ وہ وفات پاچکے ہیں (سورہ سبا: 14)۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی کہانی ہمیں سمجھاتی ہے کہ علم، انصاف، شکر گزاری اور توکل حقیقتی دولت ہیں۔ وہ عقل مند، مہربان اور اللہ کے پیارے نبی تھے۔

حوالہ جات:

- قرآن کریم: سورہ نحل (آیات 15–44)، سورہ ص (آیات 30–40)، سورہ سبا (آیت 14)
- حدیث: صحیح بخاری، حدیث نمبر 3425
- سیرت: ابن کثیر، فضیل الانبیاء، صفحہ 295–300

1. حضرت سلیمان علیہ السلام کس نبی کے بیٹے تھے؟
 2. اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانوروں اور جنات سے بات کرنے کی کون سی خاص صلاحیت دی تھی؟
 3. چیونٹی نے اپنی قوم سے کیا کاہجوب حضرت سلیمان کا لشکر آیا؟
 4. حضرت سلیمان علیہ السلام نے دو عورتوں کے بچے کے جھگڑے میں کیسے انصاف کیا؟
 5. ملکہ سبانے حضرت سلیمان کے محل میں کیا چیز پانی سمجھ کر پینڈ لیاں کھول دیں؟
 6. حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا جنات کو کیسے پتا چلا؟
-



(23)

✿ حضرت زکریا علیہ السلام کی کہانی ✿

کئی سال پہلے بنی اسرائیل کے ایک شہر میں زکریا نامی ایک نبی رہتا تھا۔ وہ خدا کا محبوب بندہ تھا۔ زکریا بُوڑھا، صبر کرنے والا اور بہت مہربان تھا۔ وہ بیت المقدس نامی عبادت گاہ کے نگران تھے۔ اس کا قصہ ہمیں سمجھاتا ہے کہ جب ہم اللہ سے دعا کریں گے تو وہ ناممکن کو ممکن بنادے گا۔

زکریا کے زمانے میں بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ اللہ کا راستہ بھول گئے۔ انہوں نے گناہ کے کام کیے اور جھگڑے کیے۔ زکریا نبی اللہ کی راہ کی طرف بلا تے رہتے تھے۔ وہ عبادت گاہ میں کھڑے ہو کر کہا کرتے تھے کہ اے میری قوم! اللہ کی اطاعت کرو۔ وہ تمہارا خالق ہے۔ اس سے توبہ کرو۔ وہ غریبوں کو کھانا کھلاتے اور بچوں کو خدا کی کہانیاں سناتے تھے۔ لوگ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔

زکریا کی بیوی کا نام بعض روایات میں علیشہ بیالیصابات آیا ہے۔ وہ دونوں بُوڑھے تھے اور ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ زکریا ایک ایسا بچہ چاہتے تھے جو لوگوں کو اللہ کی راہ کی طرف بلاۓ لیکن وہ اور اس کی بیوی بُوڑھے ہو چکے تھے۔ لیکن زکریا نے اللہ سے امید نہیں چھوڑی۔ وہ رات کو عبادت گاہ میں نماز پڑھتے تھے اور دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے ایک بیٹا عطا فرم جو تیرے دین کی خدمت کرے۔

ایک دن زکریا عبادت گاہ میں مریم نامی لڑکی کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ مریم ایک بہت مقدس لڑکی تھی۔ زکریا جب مریم کے حجرے میں گئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس کے پاس پھل اور

کھانا ہے جو موسم میں دستیاب نہیں ہے۔ وہ حیران ہوا، "مریم! یہ پھل کہاں سے آیا؟" زکر یا سمجھ گئے کہ اللہ نے مریم کو ایک خاص اعزاز عطا کیا ہے۔ اس واقعہ نے اسے مزید امید دی۔ اس نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! تو نے مجرزانہ طور پر مریم کو کھانا کھایا ہے، مجھے بھی ایک بچہ دے

دو۔

ایک رات زکر یا عبادت گاہ میں نمازوں پڑھ رہے تھے۔ اچانک فرشتے آگئے۔ انہوں نے کہا: زکر یا! اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے۔ تمہارا ایک بیٹا ہو گا، اس کا نام یحیٰ ہو گا۔ وہ نبی ہو گا اور لوگوں کو اللہ کی طرف رہنمائی کرے گا۔ زکر یا حیران ہوا۔ اس نے کہا: میں اور میری بیوی بوڑھے ہو چکے ہیں۔ فرشتوں نے کہا کہ اللہ کے لیے سب کچھ ممکن ہے۔ زکر یا نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

کچھ دن بعد علیشہ نے ایک بیٹے کو جنم دیا۔ اس کا نام یحیٰ تھا۔ یحیٰ ایک نبی بن کر بڑا ہوا۔ اس نے لوگوں کو خدا کی طرف بلا یا۔ زکر یا بہت خوش ہوا۔ انہوں نے اپنی باقی زندگی خدا کی عبادت میں گزاری۔ لیکن ان کی زندگی میں ایک افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ اسرائیل کے کچھ شریر لوگ اسے اپنادشمن سمجھتے تھے۔ وہ زکر یا کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ زکر یا ایک درخت کے تنے میں چھپ گئے، لیکن دشمن نے اسے ڈھونڈ لیا۔ انہوں نے انہیں شہید کر دیا۔

زکر یا کا قصہ ہمیں اللہ سے دعا مانگنے کا درس دیتا ہے۔ وہ نا ممکن کو ممکن بناتا ہے۔ زکر یا صبر کرنے والا، رحم کرنے والا اور اللہ کا محبوب نبی تھا۔ اس کی زندگی ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو کبھی مایوس نہیں کرتا۔

اشارہ:

- قرآن کریم : سورہ آل عمران، آیات ۳۸-۴۱
 - حدیث : صحیح مسلم، حدیث نمبر: 2378
 - سیرت : ابن کثیر، قصص الانبیاء، ص 305-310
-

1. حضرت زکریا علیہ السلام کس عبادت گاہ کے گران تھے؟
 2. حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ سے کس چیز کی دعائیں؟
 3. حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کا نام کیا تھا؟
 4. حضرت زکریا علیہ السلام نے مریم کے جرمے میں کیا دیکھا؟
 5. حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے کا کیا نام تھا؟
 6. حضرت زکریا علیہ السلام کو شریروگوں نے کہاں چھپتے ہوئے شہید کیا؟
-



(24)

✿ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی درست شدہ کہانی

کئی سال پہلے بنی اسرائیل کے ایک شہر میں ایک نبی پیدا ہوا جس کا نام یحییٰ تھا۔ وہ حضرت ز کریا کے بیٹے تھے۔ یحییٰ کی پیدائش ایک مجزہ تھی کیونکہ ان کے والدین ز کریا اور ان کی بیوی بہت بوڑھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں قبول کیں اور یحییٰ کو عطا فرمایا۔ یحییٰ کا قصہ ہمیں حق کے لیے لڑنا اور اللہ کی راہ میں مرناس کھاتا ہے۔

جب یحییٰ جوان ہوئے تو وہ بہت پر ہیز گار اور عقلمند تھے۔ انہوں نے اپنے والد ز کریا سے اللہ کا راستہ سیکھا۔ وہ بیت المقدس کی عبادت گاہ میں جا کر نماز پڑھتے اور اللہ کی حمد و شکر کرتے تھے۔ ان کا چہرہ مسکرا رہا تھا اور ان کا دل مہربانی سے بھرا ہوا تھا۔ لوگ انہیں دیکھ کر کہتے تھے کہ یحییٰ اللہ کا خاص بندہ ہے۔ خدا نے انہیں کم عمری میں ہی نبی بنادیا تھا۔

یحییٰ کے زمانے میں بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ اللہ کو بھول گئے۔ ان کا بادشاہ بہت ظالم تھا۔ اس نے گناہ کیے اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ یحییٰ نے انہیں سیدھا راستہ دکھانا شروع کر دیا۔ وہ شہر کے وسط میں کھڑے ہوئے اور کہنے لگے:

"اے میری قوم! اللہ کی اطاعت کرو۔ اپنے گناہوں کو ترک کرو اور اس سے توبہ کرو۔ وہ تمہارا خالق ہے۔"

ان کی باتیں سچی تھیں۔ کچھ لوگوں نے ان کی بات سنی، لیکن بادشاہ اور اس کے آدمی غصے میں تھے۔

یحیٰ سچ بولنے سے نہیں ڈرتے تھے۔ ایک دفعہ بادشاہ اپنی سوتیلی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا تھا، جو خدا کے حکم کے خلاف تھا۔ یحیٰ نے اس کے خلاف بات کی۔ انہوں نے کہا:

"اے بادشاہ! یہ گناہ ہے۔ خدا کی اطاعت کرو۔"

بادشاہ کو غصہ آیا۔ اس کی بیوی بھی یحیٰ سے ناراض تھی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی بادشاہ کے خلاف بات کرے۔ وہ یحیٰ کو اپناد شمن سمجھتے تھے۔ بادشاہ نے کہا:

"یحیٰ کو لے لو۔ وہ میرے خلاف بول رہا ہے۔"

یحیٰ جانتے تھے کہ ان کی جان کو خطرہ ہے۔ انہوں نے اللہ سے دعا کی:

"اے اللہ! مجھے حق کی راہ پر قائم رکھ۔"

وہ لوگوں کو سمجھاتے رہے۔ انہوں نے کہا:

"خدا کی راہ میں چلو۔ وہ تمہیں معاف کر دے گا۔"

لیکن بادشاہ کے آدمیوں نے انہیں پکڑ لیا۔ انہوں نے انہیں قید کر لیا۔ بادشاہ کے الی خانہ نے یحیٰ کی شہادت کا مطالبہ کیا۔ بادشاہ نے ان سے اتفاق کیا۔ انہوں نے یحیٰ کو شہید کر دیا۔ یحیٰ کی شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم پر عذاب نازل کیا۔ جن لوگوں نے انہیں قتل کیا وہ تباہ ہو گئے۔ یحیٰ کی زندگی مختصر تھی لیکن ان کا کام بڑا تھا۔ وہ سچائی کے لیے مر گئے۔ لوگ انہیں یاد کرتے اور کہتے کہ یحیٰ اللہ کا سچائی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت الفردوس میں بلند کیا۔ یحیٰ کی کہانی ہمیں سچ بولنا سکھاتی ہے، بھلے ہی اس میں خطرہ ہی کیوں نہ ہو۔ وہ پاک، بہادر اور خدا کے پیارے نبی تھے۔ ان کی زندگی ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اللہ ہمیشہ پھوٹ کی حفاظت کرتا ہے، یہاں تک کہ مرنے کے بعد بھی۔

- قرآن کریم : سورہ مریم، آیات 12-15
- قرآن کریم : سورہ النعام، آیت 85
- حدیث : تفسیر ابن کثیر، سورہ مریم، آیات 12-15
- سیرت : ابن کثیر، قصص الانبیاء، ص 315-320

1. حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟
2. حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اللہ نے کب نبی بنایا؟
3. حضرت یحییٰ علیہ السلام لوگوں کو کیا بیان دیتے تھے؟
4. بادشاہ نے اپنی سوتیلی بیٹی سے کیا کرنا چاہا؟
5. حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بادشاہ کو کیا کہا؟
6. حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کس نے شہید کیا؟

